بھٹکا کدہر کدہر کو پہرا مین کہان کہان
افسوس مجکو چھوڑ کیا کاروان کہان

خود رفتگی اوڑا ھمین کیا جانئی لی گئی
مانند نالۂ جرس کاروان کھان

عہد شباب و وقت جوانی کا کوچ ہی
ای دم نکل و کرنہ یہہ پہر کاروان کہان

تا چند سر کو پھوڑی دیوار باغ سی
رونق چمن کی لیکی باد خزان کہان

ای اہل درد کچہ بہی تو انصاف شرط ہی
عاشق سی ضبط ہو سکی آہ و فغان کہان

مانند سایہ تا فلک اپنا عروج ہے
افتادگی سی پہنچی ہم آخر کہان کہان

یاروں کو دیکہہ ہین کر اجل کچہ امان ملی
آخر تو ہی یقین کہ پہر یہہ جہان کہان

نالہ سو بی اثر ہی دعا ہی سو نا قبول
کیا جانئی اگیا تہا وہ نامہربان کہان

تا کوربیان کلی مین رہا طوق بند کی
آخر یہہ بوجہہ لیکی ہم ناتوان کہان

لانا اید ہر نہ بوی کل ای موج باد صبح
ہین کم دماغ اور یہہ بارگران کہان

بے رحم باغبان ہی اور بو فا بہار :
باندہا تہا ہمنی اکی عبث آشیان کہان

بلبل زبان نہ کہو لیو عیشی کی روبرو
ای بد دہن دہ زمزمہ پیرایان کہان

جو تنگ دل ہین فیض کا اونین اثر کہان
پایا کدانی غنچہ کی مٹھی سی زر کہان

نی نحس کا خطر ہین نی سعد کی امید
وادیٔ بین اپنی جغد و ہما کا اثر کہان

صحبت برار کب ہوی شعلہ سی موم کی
ٹہرا کداز عشق کی اگی جگر کہان

کج طبع سی نہ فیض کی زنہار رکہہ امید
پایا کسی نی شاخ کمانسنی ثمر کہان

یہان صرف آہ و نالہ ہی خونابہ جگر
بلبل کی زمزمو نین فغان کا اثر کہان

پیدا ہی نقش پا نہ عیان ہی غبار راہ
یون کرگئی رفیق الہی سفر کہان

ہر بین رنج عشق ہی عیشی وبال جان
ٹہری کذار باد مین شمع سحر کہان

بوسہ کو طبع میں حیرت زدہ کی آہ نہیں — سواد دیدۂ تصویر میں نگاہ نہیں

اگر ہو خانۂ کعبہ و گر ہو بتخانہ — بہ دل وہ گھر ہی کہ کس گھر کی اس میں راہ نہیں

غبار خاطر نازک نہو وقار میرا — وہ کوہ ہوں کہ گراں تا بدوش کاہ نہیں

ہزار داد رسی کو کیا کری داور — میں اپنی خون کا زنہار داد خواہ نہیں

محیط رحمت باری ہو جسکی مواج — قصور بخت ہی اپنا اگر گناہ نہیں

ثمر ہی ہمت عالیہ کا اپنی یہ بر کی — سر طمع گرو منت کلاہ نہیں

کلید گنج قناعت ہی بوریا کا نقش — میں وہ گدا ہوں کہ محتاج پادشاہ نہیں

ادب شناس وہ کشتہ ہوں میں کہ تہ تیغ — بصورت لب زخم آشنای آہ نہیں

غبار راہ ہو اقلیم خاکساری کا — بلند عرش سی ایوان کی بارگاہ نہیں

سیاہ بختی کا اللہ ری اثر عیشی — میں جس دیار میں ہوں نور مہر و ماہ نہیں

ردیف الواو

بہ بہی رونا ہی کہ جسمیں سر مژگان تر ہو — شکل گل خون سی نجیب تک کہ گریبان تر ہو

زلف جاناں ہی میرا دل کہ رون کر گلگشت — جنبش باد بہاری سی پریشان تر ہو

قدغن پاس ادب ہی یہ کہ مقتل میں اب — خون سی کشتہ کی قاتل کا نہ دامان تر ہو

آتش دیدۂ گریاں سی او تپا ہوں تو ابھی — لب خشکیدۂ خورشید درخشان تر ہو

لطف کیا بادیہ گردی میں نجیب تک ای قیس — خون پا سی سر ہر خار مغیلان تر ہو

عوض سبزہ اوگی ریزۂ الماس جہان — قطرۂ اشک سی اپنی جو بیابان تر ہو

موت گر مانع دیدار رخ یار نہو — سختی نزع کسی پر کبھی دشوار نہو

گلشن خلد کو سنتی ہیں بہت عشرت خیز — کسی میخانہ کا وہاں سایۂ دیوار نہو

کشتۂ رنگ ہوں یوں ذبح مجھی کر صیاد — کہ تیری دام میں پھر کوئی گرفتار نہو

رحم اے نالہ جانکاہ کہ اجابت برلب — نفس چند کے یہ زلت مرے یار نہو

جوش پر آئی جہاں رحمت یزداں کا محیط — وائے بر حال ہے اوسکے جو گنہگار نہو

کرنہ غوغا میری سر پر سرک ای باد بہار — فتنہ شور جنون پھر کہیں بیدار نہو

صبحدم سوئی تھی سو تونے جگایا بلبل — نغمہ پیرا کبھی یارب تری منقار نہو

ذوق رسوائی ہے وہاں ہمکو منادی ہی جہاں — آشنا درد سے دل کے لب اظہار نہو

رخ سے پردہ اگر اوس بت کی اوٹھا دیجے کلیم — آتش طور کی پھر گرمی بازار نہو نہو

لذت درد کے محروم نہ اودہر جائیں جہاں تک — پاؤں کے آبلوں سے سرزنش خار نہو

لطف کیا بکنے کا بقدر روئیں عیشے اپنا
مول دہ کرکہ تیرا کوئی خریدار نہو

برنگ بوی گل اسطرح رہ کہ بار نہو — کسیکی دامن خاطر کا تو غبار نہو

شہید لذت درد فراق ہوں یا رب — سحر کبھی شب تاریک انتظار نہو

جلائیں داغ جدائی سے کسنے دی ہے دعا — کہ عشق شعلہ رخاں مجکو سازگار نہو

ہے اکتساب ہنر میں مناسبت لازم — بنائیں مٹی سے موتی تو آبدار نہو

کرے جو جذب رطوبت اپنی آتش آہ — صدف میں گوہر شہوار آبدار نہو

ہلا نہ ضعف سے ہاتھ اپنا ورنہ ابکی سال — ہوا وہ تھی کہ گریبان تار تار نہو

بخل آپ گہر سم وہ پاک طینت ہیں — کہ دل پر اپنی کسی سے کبھی غبار نہو

رہیں صبر محبت میں ہے حصول مراد — ہزار حیف اگر دل پہ اختیار نہو

تمام عمر رہا غم سے عرصہ ہم پر تنگ — یقین ہے کہ ہمیں قبر میں فشار نہو

ہماری آنکھوں کی جنس ستارہ کو کیا قدر — کبھی نزار رہے جب تک اشکبار نہو

گنہ قبول کا کیا اور خطا اجابت کی — اثر دعا ہے میں جب اپنی زینہار نہو

شب وصال کا حاصل ہو کیا مزا عیشی — غم فراق کا تا دل میں خار خار نہو

جگہ گلچین نے دی طرف چمن مین میرے مدفن کو   کفن کے واسطے بلبل نے پھاڑا گل کے دامن کو

او سے آئے جو دیکھا بلبلون نے سیر گلشن کو   کیے سو شکر کے سجدہ بچھا کر گل کے دامن کو

وہ شیشہ ہون کہ میرا خون بجو دل ٹوٹ جاتا ہے   اگر پاتا ہون خالی سنگ سے دست فلاخن کو

جنون وہان مجکو لایا ہے کہ جس صحرای وحشت مین   مسافر ڈھونڈتے پھرتے ہین نقش پاے رہزن کو

محبت پیشہ ہون میرا جگر خوناب ہوتا ہے   اگر گرتے زمین پر دیکھتا ہون اشک دشمن کو

میری چاک جگر کو بخیہ گر کیونکر رفو کرتا   کمان مژگان کا جسے زار پر تھا چشم سوزن کو

غنیمت ہے علوے مرتبہ مین صحبت ضعیفون کی   لیا عیسیٰ نے اسباب جہان سے ساتھ سوزن کو

یہی انداز ہے گر حسن کے معجز نمائی کا   کرینگے دیر مین سجدہ اوس طفل برہمن کو

وہ مور ناتوان ہون مین کہ گر دانہ ندے گردون   میری ہمت ندیکھے آنکھ اوٹھا کر مہ کے خرمن کو

اگر اے برق سوزان ہے تجھے چشم خریداری   تو بیچونگا مین خاکستر کے مول اپنی خرمن کو

جنون نے پاے وحشت آشنا باہر نکالے ہین   میرے دامن سے تا نکو عرصہ محشر کے دامن کو

گریبان گیر گردون ہے غبار آہ محرومے   کسے کیا خاک سے جھٹکا کے ظالم نے دامن کو

خلاف طبع ہے از بسکہ رایج ہمنشینون مین   کرے سبز ابر دانہ کو جلاوے برق خرمن کو

کیا ہے خاک مجکو داغ سوزان محبت نے   میری تربت کا ہر ذرہ کریگا گرم گلخن کو

فلک شرمان ہے مشت خاک کے میری تو برباد ے   مگر دیتا جواب اوس شوخ کی جولان توسن کو

نقاب یار جب خلوت سرای ناز مین اوٹھا   بنایا عکس رخ نے برگ گل ذرات روزن کو

میری وحشت نے کھینچا پاون جب دامان غربت مین   کیا عنقا نے میری واسطے خالی نشیمن کو

اگر لے کام اعجاز محبت ناتوانون سے   تو کھینچے جاذبہ سے کہربا کے کوہ آہن کو

ندیکھا نازنینان نے چمن کا سانحہ عیشے   جہان سے اوٹھ گیا مین چھوڑ کر آباد گلشن کو

ردیف الثاء

گل گران گوش چمن صورت حیرانی ہے   کس گلستان مین ہمین حکم غزل خوانی ہے

خاک ہونا

خاک ہو جاتی ہی دکھلای ہوا سیر عروج — پستی مرتبہ یہان تخت سلیمانی ہے

اوس بیابان کا ہین آوارہ ہواہون جس کی — موج صرصر مین دم تیغ کی برانی ہے

آخر کار نہین ہی یہ جہان جای قرار — کیون میری پانو کی زنجیر گران جانی ہے

کس سی آشفتہ مزاجی کی شکایت کیجے — اپنی جمعیت دل لاکہہ پریشانی ہے

دشمنی ایک زمانی کو رہی ہمسی مگر — بغض کا نقش ہمارا خط پیشانی ہے

محفل عیش مین کیا خاک لگی جی اپنا — جام می یار بن ایک کشتی طوفانی ہے

ہی خرابی کا طلسم آپ تری آبادی — چرخ بیہودہ میری در پی ویرانی ہے

رنگ حسرت ہی زبس روی چمن پر چہہ بن — نکہت گل نکہہ دیدۂ حیرانی ہے

کف افسوس بہم ملتی ہین مژگان یعنی — آخر اس عہد کا انجام پشیمانی ہے

قطع کر رشتہ اسباب تعلق عیشی
ترک جمعیت دل بی سر و سامانی ہے

کل وہ کیا ہون کہ چمن محو تماشا ہووے — امتحان کا اوسی کچہ ذوق پیدا ہووے

کامل عشق کری جنس کی سہارے سی عبور — موج اگر برق ہو اور آگ کا دریا ہووے

پاک طینت مین نہ تاثیر کری طبع خسیس — دامن گل نہ کبہی گرد سی میلا ہووے

سور ہون عالم تنہای مین سر مونہہ کو لپیٹ — غول سی خالی اگر دامن صحرا ہووے

جای کیون ہاتہہ سی شیرازہ جمعیت دل — ہاتہہ مین گر وہ سر زلف چلیپا ہووے

تمکو بہی یاد کرو بزم عدم مین یارو — ایک بستر کی کہین خالی اگر جا ہووے

خاک تنہا کی مجہی برباد کرای دور فلک — پر نہ ٹیکہ کوی دوسرا مجہسا ہووے

قبر پر قیس کی لیلی کی چڑہاؤن تصویر — وصل گر یار سی اور مجہسی الٰہا ہووے

پہر شب تیرہ مین روس زلف کا رہتا ہی خیال — رفتہ رفتہ مجہی ڈر ہی کہ نہ سودا ہووے

آمد عشق ہی کر جمع دلا ہوش و حواس — نذر سلطان کو بلا کچہہ تو مہیا ہووے

ناز و انداز میں وہ شوخ لگا کرنے تمیز

عیشی اب دیکھیے احوال مرا کیا ہووے

کیون دیا کرتے ہیں دھوکے عقل و نادانی مجھے — گر پڑا دیتی ازل میں خط پیشانی مجھے

تا سمان عالم تقدیر کو میں کیا کہون — ایک بخشی روح اور سونپی روحانی مجھے

بسکہ ہے غمخواری عشاق طینت میں مرے — یون مصیبت میں ہے کشتی ہستی خالی مجھے

تربت پروانہ پر رونا ہے مجھی مانند شمع — مرگ میں بلبل کے کرنے مرثیہ خوانی مجھے

جسم کے سمجھا حقیقت کچھ نہ مطلق روح کے — سونپ دی ہے ایک زر زندگی نے پالی مجھے

ایک کو راحت ہو یہان تو دوسری کو رنج ہو — بخت سوئے اور ہوئی دشوار نیند آنی مجھے

میں سبک روح اس چمن میں ہون بہ رنگ بوئے گل — بار خاطر تو نگر نا ہے گران جانی مجھے

دم کے آمد شد ہی پھرتے ہیں مجھکو جابجا — اس ہوا نے کر دیا تخت سلیمانی مجھے

ہون میں مور ناتوان کیا غافل انجام کار — ہر ہون تو سمجھون ملا تخت سلیمانی مجھے

سب کیا جو امتحان تاثیر دود آہ کو — دیدۂ مہتاب میں آیا نظر پانی مجھے

مجکو کرتے ہیں رقم حسرت دل مجروح کے

چاہیے عیشی با صد چشم قربانی مجھے

بر خطر راہ ہے اور رخت سفر بھاری ہے — خضر توفیق ازل وقت مددگاری ہے

غفلت کار میں اوقات تعلق کر صرف — مرغ تصویر کو کب رنج گرفتاری ہے

دروسی زخم جگر کے ہیں رہا میں محروم — کسقدر سبز قدم مرہم زنگاری ہے

سرد مہری نے زمانے کی جلایا ہے مجھے — قطرۂ آب بدن پر مری چنگاری ہے

کنج عزلت ہے مرا کون و مکان سے باہر — آسمان ورق کا میری پردۂ زنگاری ہے

روح کو گور ہوئی کنج سیہ خانۂ غم — کون ماتم میں مری صرف عزاداری ہے

ہون میں وہ سبزہ کہ دہقان کو میری جاے سحاب — جلوۂ برق درخشان کے طلبگاری ہے

توڑ کر غنچۂ گل تلوے لیتی ملتا ہی وہ شوخ — کھیل کے پردے میں بھی مشق دل آزاری ہے

کوہ غم ہوں نہیں اوٹھتا تا نہیں شان مرا — دوش پر باد کی بھی گرد میری بھاری ہے

بختیاری ہی جیسی ہو مرض عشق لطیف — لا کہ درد و نکی دوا ایک یہ بیماری ہے

نالہ مرغ چمن سنکی میں خون روتا ہوں — لیکہ دل شیفتہ لذت غمخواری ہے

غافل کار نہ دام گہ ہستی میں — خواب صیاد نہاں بخت کے بیداری ہے

کو ہر سنگ ہوں یکتا ہوں کہاں ہیں عیشی
نامرادی سے مجھی چشم خریداری ہے

محو دیدار کو کب رنگ دوئی حائل ہے — آئینہ عکس سے بھی حسن عالمین ہو واصل ہے

ہوں وہ دہقان نہیں کہ کرتا ہوں اوا نکی گرم — گر سنو برق بھی خرمن کی میری مائل ہے

یا وہ نالی تھی کہ خون جنبش فلک کا دل تھا — یا تو اب جنبش لب ضعف سے بیان مشکل ہے

خجلت تر امن تر نہ یہ کیا آب مجھے — کہ کف خاک میری زیر زمیں بھی گل ہے

دل شیدای زلبر طالب دیدار صنم — وا ند چشم میں انداز کف سائل ہے

خاک پر سوچ کے رکھیہ پاؤں کہ ہر ذرہ گرہ — چشم ہی گوش ہی سینہ ہی جگر ہی دل ہے

خاک لقشیدہ جگر ہی میری ویرانہ کے — قدم سیل بھی قسمت سے میری کاہل ہے

روح کو بھی میری جانے دی نہ تب و حلکی نے — سخت جانی تو غضب جان کی میری سل ہے

میں وہ بحر متلاطم ہوں کہ عیشی جس کا
کون و امکان خس و خاشاک سر ساحل ہے

یا سامنا تھا دیدہ تر کا سحاب سے — یا آنکھ اب چرالی ہیں چشم حباب سے

پامال رخش ناز ہوئی کس کی منت خاک — حسرت عیاں ہی حلقہ چشم رکاب سے

تا چند کوئی آنکھوں میں کاٹے شب دراز — بیدار بخت ہوں تو بدل دوں میں خواب سے

دیکھیں کے عقل کل تری ہشیار ہو نکال — گر سامنا ہوا کسی مست شراب سے

میں تشنہ کام تفتہ جگر دیکھوں گر ادھر
اوٹھنے لگی دھواں وہیں موج سراب سے

جام شراب دست بدست آوے ساقیا
آیا ہوں دھو کے ہات میں کوثر کی آب سے

کیا تر ہوا اوس چمن میں دماغ اپنا اے نسیم
سوکھی زبان غنچہ جہاں قحط آب سے

وہ مست ہوں کہ وہیں نشہ کی عجب نہیں
توڑوں خم فلک قدح آفتاب سے

دل اپنا جذب شوق سے شیشہ ہے آتشی
لیتا ہوں آگ شعلۂ آفتاب سے

میرا جنون ہوا سبب آشوب دہر کا
ہر صبح لا کہ فتنہ جگاتا ہوں خواب سے

اوس رشک گل کا وصل مجھے گر نصیب ہو
سیراب بلبلوں کو کروں میں گلاب سے

وارفتہ ایسی تھی کہ کبھی ہم نہ کر سکے
فرق خزان سب بہار شتاب سے

یہاں پای منت خاک سوچتا زمین کا
لیجاتا کیا میں ساتھ جہاں خراب سے

عیش خدا کو کہاں نہ ساغر کا ٹوٹنا
روتا ہوں خون میں تو شکست حباب سے

خاموشی پردہ دار تنہائی ہے ہماری راز سے
بے صدا نغمہ بند آہنگ ہے اس ساز سے

خانہ پرورد قفس ہوں میں گرفتاری نصیب
آشنا ہی تھی نہ میری پر کبھی پرواز سے

زمزمہ میرا نہیں خالی اثر سے عندلیب
آگ گلشن میں لگا دوں شعلۂ آواز سے

محشر آشوب عالم ہے میرا مشت غبار
ہو گیا پامال میں کس کی خرام ناز سے

دیکھیے ہوتے ہیں طے کیونکر یہ منزل یا نصیب
کوسوں بھی رہگیا ہیں زنگ کے آواز سے

غم نہیں گر سحر کر کے چشم نے مارا ہے مجھے
پھر جلا لینگی تیری لب النطق کے اعجاز سے

کون سا دن تیرہ بختی کا نہ دکھلایا ہمیں
ناکی سرمہ نے تیری چشم افسون پرداز سے

چشم فرگان میں بیان ہوتا ہے قصہ مختصر
فائدہ اس زندگی پر طول حرص و آز سے

رائگان نالہ دعای صبحگاہی بے اثر
ساز شیون کر نہ پڑیں میں طالع ناساز سے

نغمہ سنجان چمن میں ایک سے ہے ایک خوب
پر خبر کیا اونکو میری نالہ کی آواز سے

وہ کبوتر ہوں کہ اس صحرائے آفت خیز میں — سر کھجاتا ہوں میں اپنا ناخن شہباز سے
جو سینے کی اگر طاقت نہ تھی عیش تمیز — جی لگانا فرض کیا تھا اس بت طناز سے

آہ کھچوں کر گلستاں میں دل بیتاب سے — سبزہ خوابیدہ کو بیدار کر دوں خواب سے
اہل غفلت کو نہیں کچھ ساز آسائش ضرور — پائے خواب آلودہ کو کیا کام فرش خواب سے
فرش گل پر کر قدم رکھتا ہے وہ نازک دماغ — پاؤں اپنے پونچھتا ہے چادر مہتاب سے
درد کا خواہاں ہوں میں قاتل سپاہی کے عوض — پیلی گردن پر مری خط کھینچ دے تیزاب سے
کشتی مے تک نظر آتی ہے طوفانی مجھے — حلقہ مجلس نہیں کم یاں بھی گرداب سے
عمر بھر لاتا زباں پر میں نہ حرف وصل اگر — شوق بیتابانہ ہوتا آشنا آداب سے
مشت خاک اپنی بضاعت تھی زمیں کو دے چلے — لے گئے ہم ہاتھ خالی عالم اسباب سے
پوچھتا ہوں اس کو میں کرتا ہے جس کو دیکھ کر — کعبہ سجدے کی اشاری ابروئے محراب سے
آپ میں بگڑا ہوں مجھ کو کیا بگاڑے گا فلک — خانہ ویراں کو کیا خوف و خطر سیلاب سے
خاک پہ بھی ہرگز کچھ پایا نہیں چین — آبلے ہیں دل میں داغ فرقت احباب سے
خشت بالیں اور فرش خاک بے منت ملی — الفلاک کند رامیں تیری قاقم و سنجاب سے
کشتی دریا میں پھولنی ہاں کا ہو پایا ہے رنگ — باج خواہاں ہر حباب آب ہی عناب سے
مے اگر سرمایہ آسائش و راحت نہیں — زخم کو دھوتے ہیں کیوں اول شراب ناب سے

درد کی لذت کا عیش کس قدر گشتہ ہوں میں
پوچھتا ہوں زخم دل کو چادر مہتاب سے

نہ پہنچا ساتھ یاران سفر کے ناتوانی سے — میں سر ٹکا گیا اک عمر سنگ سخت جانی سے
اے افغان شوق وصل کو طور تجلی پر — مزا دیدار کا ملتا ہے بانگ لن ترانی سے
نہ تھا لذت سے مرگ عشق کے خضر آشنا ہرگز — وگرنہ ہاتھ ہی دھوتا وہ آب زندگانی سے

سراج

نرگسی ظالمونی چشم سبزی زمانہ مین
ملی جانہ کو کب نشو و نما خنجر کے پانی سے

اگر بجھتا قحط آب زندگی عالم مین بے رحمو
بجھانی تھی ہماری پیاس خنجر کے پانی سے

مرید مرشد ہمت ہون مین سیر طریقت مین
کفن بھی ساتھ لینا ننگ ہے دنیای فانی سے

مآل کار عالم سے ہے جسکی دلکو آگاہی
اوٹھاوین ضعف پیری کا مزا زور جوانی سے

مین سرگرم بیان سوزش داغ محبت ہون
حذر کرتا ہے شعلہ بھی میری آتش زبانی سے

ہماری غنچہ دلکو بس تبسم کی ندی فرصت
رہا ہمکو یہ شکوہ لطف باد خزانی سے

ہر اک موج سو سو نقش بیان بنتی بگڑتی ہین
کہان لائی ہین تقدیر ملک جاودانی سے

شراب عشق کا ساغر دیا ہے مجھکو ساقی نے
نہ اوٹھونگا مین صبح حشر کو بھی سرگرانی سے

ہمین وہ راہ بتلائی ہے خضر عشق نے عیشی
نشان رہروان سدا ہے جسمین بے نشانی سے

یہ تصور نے تیری جلوہ گری دکھلائے
کہ میری اشک مین دیتی ہے پری دکھلائے

مغتنم جان جوانی مین بہار غم عشق
پھر نہ دینگی گل داغ جگری دکھلائے

کیا اوداسی ہی گلستانین کہ پھر کم دم سرد
آج دیتی ہے نسیم سحری دکھلائے

باغ تک آتی ہی آتی نہ رہی گل نہ بہار
نخل امید نے کیا لی ثمری دکھلائے

پیی آئی ہین مدت سی تیری پاس ای عیشی
جذب الفت نے عجب بے اثری دکھلائے

مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پر خونکا حال
ایک صراحی مے گلگون کے بھری دکھلائے

محمل سے پری قیس کو کبھی کوئی ہٹ جائے
ناقہ کا جگر نالہ کے صدمہ سے نہ پھٹ جائے

مین نخل حنا ہون کہ بیان سر بھی جو کٹ جائے
خون دست بدست اپنا حسینون مین بٹ جائے

تو قطرۂ خون تمام لیے ای پنجہ مژگان
اس لخت جگر کا نہ کہین پاؤن رپٹ جائے

اٹھ بیٹھے ہنس ای گل سر بالین پہ بیمار
تنہائی کی شب ہی نہ کہین نیند اوچٹ جائے

وہان گرد دل افسردہ سی کیجون نفس سرد
خورشید قیامت کی طپش آن مین گہت جای

یارب نہ مکدر ہو دل قاتل بی رحم
ہم کشتوکی کو نعش یہان خاک مین اٹ جای

ای پنجہ پر زور جنون لطف تو تب ہی
جب تا سر دامان یہہ گریبان میرا پہٹ جای

پہر صبح سی کیجیو نہ میری ہمنفسی شمع
آ آب تو جلنی سا تہہ کہ یہہ شب کہین کٹ جای

اوٹہی تری باتون نی کیا لسکہ مجہی تنگ
ڈرتا ہون کوی دم مین میرا دم نہ اولٹ جای

اوسکی نگہہ مست کی تاثیر سی کیا دور
تمثال کا گر آینہ مین پاون رپٹ جای

ای باد خزان جائیو گلشن مین دبی پاون
صدمہ سی جگر مرغ گلستان کا نہ پہٹ جای

ای چرخ کہین کچہتی میری خواہش تو یہ ہی
بڑہ جای شب وصل یہ شب ہجر کی گہٹ جای

ہی لطف شب ہجر مین یہی طرفہ کہ جون شمع
رو رو کی جلا کیجی گر نیند اوچٹ جای

یہان باد خزان نی کی نہ پژمردہ گل تر
بلبل سی یہہ کہدو کہ قفس ہی کو پلٹ جای

صحرای قیامت مین جو نعرہ کری عیشی
ہو معرکہ حشر بہم ہر صف اولٹ جای

نالہ کب ہم ناتوانونکا بلند آہنگ ہی
یہان شکست شیشۂ دل ہی شکست رنگ ہی

صاحب سامان عشرت کون ہی اس باغ مین
گل کا ٹکڑی ہی گریبان غنچہ سو دل تنگ ہی

جلوہ افروز تجلی کب یہان ہو نور عشق
جب تلک آینہ دل مین ہوس کا زنگ ہی

غنچہ سان رہ باد دل نازک نہ باغ دہر مین
یہان شکست شیشہ کی خاطر صبا بہی سنگ ہی

صلح کسی تہی کہ دل والبتہ تہا آرام سی
کس سی اب بگڑی کہ ہر دم غم سی جنگ ہی

گل یہ ایک واماندہ با صد یاس تنہا جادہ پر
ق رو کی کہتا تہا ابہی جانا کی فرسنگ ہی

ضعف دامنگیر ہم تنہا بیابان پرخطر
نی غبار کاروان ہی نی صدای زنگ ہی

وادی مجنون مین کل عیشی سی مجہی آیا نظر
ق کشور وحشت مین اب وہ ڈہب اور رنگ ہی

نہ بہم پہنچای اوسکو رتبہ دیوانگی
جسکی نظارہ سی مجنون بہی نہایت دنگ ہی

گرد اوسکے ہو رہا ہی ایک ہجوم خاص و عام   جسطرف جاتا ہی استقبال کرتا سنگ ہے

بڑہ کی سمجہتا ہی یہ مطلع اوسی باچشم زار   اوسکی یاروئین جو اہل دل نشر و فرہنگ ہے

مجلس و یکا ایکو تری نام سی ننگ ہی

آہ عیشی زندگی کا یہ ہی کوی ڈہنگ ہی

ہیں خون دلسے دیدۂ تر یون بہری ہوی   ہون جیسے ساغری گلگون بہری ہوی

کیا جانی گذری کیا ستر قاصد یہ جو صبا   لائی ہی برزی خط کہ میری خون بہری ہوی

خاموش میری رونیکو دیکہو کہ یاس کی   ہر اشک مین ہین سیکڑون مضمون بہری ہوی

رویا مین رات گوہر کوش اوسکا یاد کر   دامن مین صبح تک ہی دُر مکنون بہری ہوی

گر رہ نورد عشق کا ٹوٹا ہہر آبلہ   نکلا ہین موج خون سی وادی و ہامون بہری ہوی

ای ابر چشم تر کو مسیر کم بجا نیو   ہین اس حباب مین کئی جیحون بہری ہوی

ہین نقش پائی ناقۂ لیلی برنگ گل   اشک بخون دیدۂ مجنون بہری ہوی

باچشم غور صفحۂ خاک کے صفحہ مین دیکہی   کیا کیا ہین مصرع قد موزون بہری ہوی

ہی کسکی وصف چشم مین وہ تر زبان کہ ہی

عیشی کی بات بات مین افسون بہری ہوی

ہم ہی نیرنگی بیداد نہان دیکہ چکے   لیست و واشد گلہ مین مژہ کی ہم جہان دیکہ چکے

جان لقمور یہ فدا جسکی سبب ہم اکثر   اپنی پہلو مین اوسی جلوہ کنان دیکہ چکے

عاشقو تنگ ہی دل تنگ عجب جای طلسم   دو جہان مین نہ سمایا جو بیان دیکہ چکے

باغبان سیر گلستان سی مگر منع کہ ہم   ایک گل کی لئی سو رنج خزان دیکہ چکے

عشق پنہان کرون کیونکر کہ میری دشمن دوست   رنگ زرد و مژہ اشک فشان دیکہ چکے

بیقراری یہ رہی رات کہ دل کا احوال   ہم سناتی ہی نہتی جسکو سو عیان دیکہ چکے

لالہ و گل پہ کرین کب نظر شوق وہ لوگ   لعل لب پر تیری جو رونق پان دیکہ چکے

[illegible]

بیقراری یہ رہی رات کہ وہ انکا احوال — ہم سناتی تہی جنکو سو عیان دیکہہ چکی

لالہ و گل ہی کہین کب نظر شوق وہ لوگ — لعل لب پر تری جو ذوق نہان دیکہہ چکی

بیقراری سی حصول ای دل نالان خاموش — دیکہنا تہا اثر آہ و فغان دیکہہ چکی

قافیہ اور بدل کر غزل ایک لکہہ عشقی

اس زمین مین تو تیرا لطف بیان دیکہہ چکی

سر مژگان پہ لگی لخت جگر دیکہہ چکی — یہہ بہی ہم نخل محبت کی ثمر دیکہہ چکی

چشمہ خون جو کسی نہ سنا تہا کا ہی — ہم وہ تیری سبب ای دیدہ تر دیکہہ چکی

دولت آبلہ پائی سی بصحرای جنون — اپنی ہم زیر قدم گنج گہر دیکہہ چکی

شب فرقت کبہی انکہون نہ آیا وہ ماہ — آہ ای آہ ترا بہی ہم اثر دیکہہ چکی

ضعف پیان ہم پہ قوی وقت ہی اور منزل این — یار آسودہ ہوئی رنج سفر دیکہہ چکی

آہ کیا کیا نہ مصیبت شب تنہائی کی — تیری فرقت مین ہم ای رشک قمر دیکہہ چکی

دیدہ دیدار سی محبوب کی کیونکر ہو سیر — پہر وہی شوق ہی سو بار اگر دیکہہ چکی

حسرت ای دل کہ نہ دیوار چمن تک پہنچی — آہ سو بار اوڑی قوت پر دیکہہ چکی

سیر کرنی اقلیم عدم کا ہی ذوق — ملک ہستی کی بس اب شام و سحر دیکہہ چکی

دیکہو عشقی کہین بدنام نہو بیٹہہ کی یہان

بزم خوبان سی اوٹہو ایک نظر دیکہہ چکی

ہماری خاک پر گر ہو گئی ہی — صبا بہی خاک بر سر ہو گئی ہی

کہلی ہی شاید اوسکی عنبرین زلف — ہوا یکسر معطر ہو گئی ہی

خیال زلف جبسی ہی طبیعت — پریشانی سی خوگر ہو گئی ہی

ہی آمد باغ مین کس سرو قد کی — نسیم صبح مضطر ہو گئی ہی

چہپاتی ہو عبث تم خون عشقی — میان یہہ بات گہر گہر ہو گئی ہی

کتا یہ حسن رونق چشم پر آب ہے — ہر قطرہ اپنی اشک کا ایک ماہتاب ہے

نازک دلوں کو مرگ ہی غیرو تکی ہند ہے — موج نسیم سنگ شکست حباب ہے

منظور چشم جیسی ہی تیری نگاہ مست — جوش سرشک لای سبوی شراب ہے

حسن خرام یار کا میں کیا بیان کروں — ہر نقش پا ایک آئینہ ماہتاب ہے

وہاں آ بنی ہی قاصد بیکس کے جان پر — یہاں جان ستمند رہین جواب ہے

وحشی کو تیری ربط ہی اب خاک سنگ سی — وہ فرش خواب ہی تو یہ بالین خواب ہے

ای جوش موج گریۂ طوفان طراز بس — ظالم بنای خانہ مردم خراب ہے

نخل مزار کشتۂ لب کا تری ہنوز — ہر برگ گل بصورت لعل مذاب ہے

رہنی دی سر کو عیشی کے یونہیں پای خم
ای محتسب معاف کہ عہد شباب ہے

بی برگ و بی ثمر بریاض جہاں اُگے — ہم وہ نہال ہیں جو قریب خزاں اُگے

مدفن جہاں تہا کشتۂ مژگان یار کا — نشتر بجای سبزہ نو رستہ وہاں اُگے

مژگان چشم اشک فشان پر یہ ہی بہار — کچھ سبزہ جوں کنارۂ آب رواں اُگے

بلبل کو وہاں نہ بیٹھنی دیجیو جو نخل گل — تربت کی خاک سی میری ای باغبان اُگے

بیمار چشم یار کی مرقد کی خاک سے — جو جا بجا نہال اوگی ناتوان اُگے

مجروح خار عشق کی تیری عجب نہیں — تن پر بجای ہر سر مو گر سنان اُگے

ہم ہیں شہید طرز خرام سہی قدان — یارب ہماری خاک سی سرو روان اُگے

مشکل ہی آہ تخم محبت کا کار کشت — خوناب دل بغیر یہ کب بیرجان اُگے

جو شکوہ مند یار موی ہیں عجب نہیں — گر جای سبزہ خاک سی اوں کی زبان اُگے

عیشی ہنوز ہوتی ہی پامال ہم ہوی
جسطرح سبزۂ روش بوستان اُگے

بی اثر نکلیں جو کیں ناصح نے تدبیریں کئی / رات توڑیں تیری دیوانے زنجیریں کئی

حق بجانب اگر ہی جاہی سو کہیے / واقعی مجھ سی ہوئیں ایسی ہی تقصیریں کئی

حور کو جنت سی کہنچا اور پری کو قاف سے / کچھ ہیں میری آہ نے ایسی ہی تاثیریں کئی

لاش کشتہ کی تیری ایک خلق کو جو رنگ ہے / جو گذرتا ہی لگا جاتا ہی شمشیریں کئی

آستین و جیب عیشی سی لگائے شیخ نے / بت کے پتھر کے اور کاغذ کے تصویریں کئی

تصور میں میرے کس شوخ کی رنگین ادائی ہے / کہ رنگ اُکھڑا ہی چشم خون پالا حنائی ہے

وہاں صیاد ظالم سان پر خنجر چڑہاتا ہی / اسیر دام یہاں پابند امید رہائی ہے

قدم بوس پری رویاں حنا کو یوں میسر ہو / دل پرخون یہ اپنی اپنی طالع کی رسائی ہے

ہوا ان پشت و لسی اوٹہا تہا خیال زلف خوبان میں / فلک پر اتفاق ایک تیرہ کون بدلے سی جدائی ہے

برنگ سبزہ بیگانہ ہم گلشن میں رہتے ہیں / نہ الفت باغبان سی ہی نہ گل سی آشنائی ہے

جہان خفتگان جا کر کیا خوب گذری ہے / نہ فرق بادشاہی ہی نہ تمیز گدائی ہے

اوٹہایا سر دل بیمار نے کیوں اپنی بالین سے / مگر شاید کسی کی پاؤں کی آواز آئی ہے

کہلی ہی صبحدم یہ کس کی زلفوں کی گرہ یارب / صبا جھولے میں بہر کر نافہائی مشک لائی ہے

نہ کرنا لذت شمشیر ابرو عام ای قاتل
یہ عیشی ہی تمہارا لائق تیغ آزمائی ہے

نے زاد ہی نہ راحلہ نے برگ و ساز ہے / تنہا ہم اور راہ یہ دور و دراز ہے

کیا حال جسم زار لکہوں میں کہ رات دن / پامال جوشش گریہ طوفان طراز ہے

افراط معصیت پر ہماری نجا نیو / ای شیخ بدگمان در توبہ تو باز ہے

دل بند ریچ و تاب کمند جنون کیا / سنگ آستان بتان کی نیاز ہے

حیرت زدہ نکالکہ ہی رہتا بجوم ماں / کوئی جیب خلنہ خانہ آئینہ ساز ہے

سوز درون کا حال نہ پوچھو کہ شمع سان   جو استخوان تن میں ہے سو وقف گداز ہے

مستان قہوہ خانہ وحدت کے زاہدا   جو لغزش قدم ہے سو سجود نماز ہے

یہ ہے رسم ملک عشق کہ مانند گرد باد   جو خاکسار ہووے وہی سرفراز ہے

فکر مآل کار نہ زنہار کیجیو   عیشی خدا کریم ہے بندہ نواز ہے

محو کون آج یہ سیر بازار مین ہے   نور کے سی جو جھمک رخنۂ دیوار مین ہے

جب سی وہ رشک گلستان بہ گلگشت آیا   ہر دم ایک تازہ خلل رونق گلزار مین ہے

آستین ہوتی ہے کب بادۂ سیل سرشک   جوش دریا میری ہر دیدۂ خونبار مین ہے

جیمین آتا ہے کہ لبِ بوسہ ہی مانگا بہ کبھے   لطف ایسا ہی کچھ اوس شوخ کی انکار مین ہے

ندلا سایہ طوبی کی ہوس مجکو شیخ   چین دلکو میری اوس سایۂ دیوار مین ہے

یون جہان جا بہلائی جی ورنہ وہ شوخ   شہر مین ہی نہ بیابان نہ کہسار مین ہے

زخمہای دل صد پارہ نہ چاشنی کیون ہو نشہ   لذت ایسی ہی دم خنجر دلدار مین ہے

نہ سنی برق نے کانو لسنی نہ انکھو نہ کبھی   اچپلاہٹ وہ جو اوس شوخ کی رفتار مین ہے

جی نہ کسطرح لگا بیٹھی اوس سی کہ عجیب   دلکی تالیف کا افسون نکہ یار مین ہے

موسم گل مین کچھ پوچھو خبر عیشی کی   اول فصل سی وہ خانہ خمار مین ہے

کر مرغ گلستان میر گفتار اوڑ ائے   ہر بات مین رنگ رخ گلزار اوڑائے

شب بر سر گریہ کہین آئی تہی طبیعت   دامن نے میری موتیو کی ہار اوڑائے

وہ رشک چمن آج کیا ہاتہ تو ہمنی   گلشن مین کئی مرغ گرفتار اوڑائے

کچھ شہر کی لڑکون نے لی موسم گلین   وحشت نے میری جیب کے کچھ تار اوڑائے

پوچھی جو خبر ہمنے اسیران قفس کی   پر تو ئی بسی صبا نے دوچار اوڑائے

بابای

بابانی برہنہ سوی صحرا جو کی ہم | کیا آبلون نے لطف سر خار اوڑائے
پرواز کی طاقت نہین زنہار پرونین | اللہ گلستان کی یہ دیوار اوڑائے
رو یا سر ساحل تری وہ نہ الکا جو مفتون | دریا نے ہزارون در شہوار اوڑائے
ہیہات لگا جا کی دل اوس ترک سپہ سی | پرزی جو قضا کی دم پیکار اوڑائے
عشق نے بھی برباد کیا بیان کہو قاصد | خط پہاڑ کی میرا سر بازار اوڑائے
ہم اہل وفا جائین نہ صیاد کی گھر سی | ہرچند وہ پرکھولکی سو بار اوڑائے
سو ٹکڑی یہان دلکی ہوی جب وہ صبا نے | کلہای تر گوشۂ دستار اوڑائے

تو نامہ او تہا نامہ و پیغام سی عیشی
قاصد بی نہ تا لذت دیدار اوڑائے

زلف کی لچھی سلجہہ سکتی نہیں تار او لجھے | ہم او نہین روزون پر دام مین ای یار او لجھے
والہ لکنت جانان مین کس انداز کی سات تہہ | حرف سی حرف زبان پر دم گفتار او لجھے
ساقیا نہ ہی کہتی نہین ہم لوک او سی | دم رفتار نہ تا پاؤن نہین دستار او لجھے
جوتی اوس جوڑ کی مشاطہ سنبھل کر سلجہا | ہین ہر اک بال مین سو سو دل بیمار او لجھے
دل عشاق کا کرتے ہین لگا ہین سودا | نہ فروشندہ ہی اولجھی جھگڑی نہ خریدار او لجھے
بادہ خواری کی میری شہر مین ہوگیہ تو نوو | محتسب مجھسی الہی سر بازار او لجھے
حال سمجھی وہ میری دلکی گرفتاری کا | بجنس دام مین جو طایر گلزار او لجھے
دوش تک جب سی ہوئی کاکل پر پیچ رسا | کولسی روز نہ اس جا لین دو چار او لجھے
کون لی میری خبر آہ کہ ان روزون مین | اپنی احوال مین ہین آپ ہی غمخوار او لجھے
کیونکر اوس قصر مین اپنا ہو گزارا جکا | ہر جگہ جس سی خار سر دیوار او لجھے
بستہ سلسلۂ عشق ہی اپنی گردن | نہ تو تسبیح پڑی اسمین نہ زنار او لجھے
عشق مین دیکھی مضطر مری پلکین کی لی | دوست کہتی ہین ہم اس پیچ مین سو بار او لجھے

رشتهٔ شمع کی مانند جلی تو بس وقت رخ / دامن ابر سے کر آہ شرر بار آوے

سرکشی کل بی جا کو تنہا نہیں بحسبی عشقی / میرے دامن مین چمن کا نہ کبہی خار آوے

یہ نہ فرماؤ کہ ہم کدہر جاوینگے / ہم تو اس بات مین مرجاوینگے

عشق کے رنج یہی ہین تو ہم / ایکدن جیسی گذر جاوینگے

کم ہوئی بانگ جرس ہی یارب / ہم بی واماندہ کدہر جاوینگے

تنک ہی ہاتہ اوٹہا کر آخر / نام ہم عشق مین کر جاوینگے

لوگ کیا سکی گنکی دم نزع / آپ بالین سی اگر جاوینگے

تا چمن وو نس صبا بڑہیا و / میری او کہڑی ہوی پر جاوینگے

ایدل آمادہ کر اسباب رحیل / کل رفیقان سفر جاوینگے

خوبرو یو لسنی نہ مل ای عشقی / صاف دل لیکی مکر جاوینگے

چشم کس ترک کی شمشیر لی پہرتی ہے / کہ فصاحت کی تکبیر لی پہرتی ہے

کوئی اس فصل مین دیوانہ ہوا ہی شاید / کہ ہوا ہاتہ مین زنجیر لیے پہرتی ہے

قیس کی تربت خدا جانی کہان ہی کہ صبا / خبر لیلی دلگیر لیے پہرتی ہے

آج گلزار مین ہی جشن جلوس گل / لفن یاد مضامیر لیے پہرتی ہے

وقف تشویش ہی جمعیت خاطر کہ صبا / نکہت زلف گرہ گیر لیے پہرتی ہے

پہول یون ہو گئی برباد کہ اب بلبل زار / آرزوی گل تصویر لیے پہرتی ہے

گل کی کیا بے ادبی کی تیری آگی کہ نسیم / تازیانہ بی تعذیر لیے پہرتی ہے

وقف بیدادی ہی ما ہدف یہان سینہ / نگہ یار اگر تیر لیے پہرتی ہے

بادہ نوشان خرابات مغان فردا کہ آج / مغفرت دفتر تقصیر لیے پہرتی ہے

کام ہین

کام مین میرے پڑی جیسی گرہ تیسی عقل — شکوہ ناخن تدبیر لے بہرتا ہے

سفر مصر سے موجب نہین ہی یوسف — مجکو اک خواب کے تعبیر لے بہرتا ہے

کہاوی سو چرخ اگر تو تو نہ اوشون جا سے — مجکو وحشت فلک پیر لے بہرتا ہے

ضعف ہرچند کہ زنجیر قدم ہی عشقی — گردش خانہ تقدیر لے بہرتا ہے

شعلہ جائی تن پیہان مسطور پیراہن مین ہے — ہر سر مو برگ نخل طور پیراہن مین ہے

مین وہ خستہ ہون کہ پہلو کا میری ہر استخوان — لاغری سی زنگ پای مور پیراہن مین ہے

ساز کیا پوشش سی مجکو شعلہ فانوس وار — جسم عریانی طلب مجبور پیراہن مین ہے

شعلہ حسن اوسکو کہنا ہی حضور راد اک کا — سر سی لیکر تا قدم اک نور پیراہن مین ہے

ہو گیا ہون مین ہدف کس کی خدنگ ناز کا — سینہ زنگ خانہ زنبور پیراہن مین ہے

رکہیکا مرہم توای جراح کس کس زخم پر — غنچہ آسا تن سراسر چور پیراہن مین ہے

زندگی کا ہی فقط بہتان مجہپر ورنہ یار — قالب بیجان یہ جیسی گور پیراہن مین ہے

کیے آہ آتش فشان ہی اثر برای سوز — ماہتابان مل ہا کا خور پیراہن مین ہے

بوی گل ہون میر عریانی کہ زر لے ہو بجرخ — آنکہ رنا مجہی منظور پیراہن مین ہے

کہینے اپنی بال کو جو صبا کی آنکہ — بوی جعد عنبرین حور پیراہن مین ہے

انحنای جسم شیخ عصر را یدل نہ بہول — یہ مجسم اک فریب زور پیراہن مین ہے

آخر اوس نازک بدن کا رنگ کر دیکا تغیر — تار کی جا گر شعاع نور پیراہن مین ہے

فصل گل ہی اور زور و ہی جڑ ہا دست جنون — اب گریبان کا عبث دستور پیراہن مین ہے

اک مجسم ناتوانی ہی پیہان سر تا قدم — لوگ کہتی ہین تن رنجور پیراہن مین ہے

آتش افشانی کہون کیا داغہای عشق کی — سوز دل سی گرمی تنور پیراہن مین ہے

سوز دل سی پڑ گئی ہین لیکہ یکسر آبلہ — جسم عشقی خوشہ انگور پیراہن مین ہے

قاتل جدا ہین سر و گردن کی بوجھ سے
ہی روح زیر کوہ گران تن کی بوجھ سے

ہی ہجوم ضعف سے سنگین تر از آج گل
موج نسیم صبح ہے سوسن کے بوجھ سے

اوس پر ہمن لب کے نزاکت کو دیکھیے
چین بر جبین ہے قشقہ چندن کے بوجھ سے

ہم جستجوی یار ہین کرتے ہوی میرے
احسانہای شیخ و برہمن کے بوجھ سے

کیا جوڑ ہاین مہ سوئی کے سینے کے جکی ہاتھ
ہون سنج موتیون ہی کے سمرن کی بوجھ سے

رسوائیون نے ہلکا کیا ورنہ قیس کو
کیا کام تہا سلاسل آہن کے بوجھ سے

کیونکر سبہی وہ بوسہ کہ ہو جس عذار پر
صدمہ نگاہ دیدۂ روزن کے بوجھ سے

اٹہتے جل جہانہ میرے دل کے آبلے
بیہوش ہین کہین ستیز تو سن کے بوجھ سے

مجھ ناتوانی جہانکے ہر آب ہے زیر خاک
ہے ایک بہار سبزۂ مدفن کے بوجھ سے

کیوں دوست نے یہ مجھ سے برای کہ تا لحشر
ہون سرنگون شماتت دشمن کے بوجھ سے

نازک دماغ غم ہون میرے جا پردہای گوش
ہٹتی ہین بانگ طایر گلشن کے بوجھ سے

عیشی شمیم گل ہو اگر جامۂ یار کا
تو بہی لگے گلہ کرے دامن کے بوجھ سے

انزمین ہو گئے عشاق کے دعا او لئے
ہی کیسے جلے عرش پر ہوا لئے

نہ پہنچے ضعف سے لب تک تو پہر چلے آخر
گلو سے جانب دل آہ نارسا لئے

شہید لذت زخم شگفتہ ہون اے شوخ
نہ جسم پر ہے شمشیر تو لگا لئے

قفس میں مرغ چمن آتے سانس بہرتے ہین
نسیم لے رخ گل سے نکہت روا آئی لئے

ہزارون ہو گئے دل خون اپس کر کے
وہ آستین لگانے کو دب حنا لئے

ذرا تا نہ رقیبونکے ہون ہم آنکھون میں
ہماری واسطے کچھ کا بیان بنا لئے

الٹتی ہے نظر اسین اور صفین کے صفیر
جدہر تیری نگہ چشم سرمہ سا لئے

عجیب حسرت ساحل میں لطف اوٹھاتا ہون
الہی لیجلے کشتی یہ ناخدا لئے

من خوار

مین خواب وصل سی کیا شاد ہو کہ ہو لی ہے   کچہ ایسی خواب کے تعبیر یار ہا او لیتے
مریض کا تری عیسی اگر معالج ہو   کری مزاج مین تاثیر ہر دوا او بیتے

مر   عجب زمانہ یہ عشقی لقول آتش ہی
کہ سیدہے بات سمجتی ہین آشنا او بتی

دام مین بال و پر طایر گلشن ٹوٹے   جور صیاد بہ برق شرر افگن ٹوٹی
دست فرسود رفو کر ہنوتا زخم جگر   یا جلی تار رفو یا سر سوزن ٹوٹے
ایک آئینہ افسوس ہی مجکو ظالم   ہاتہ سی تری اپنی ہو دل آہن ٹوٹے
آرزو مند ملاقات کا دم ٹوٹ گیا   عہد اتنی تری ای لعبت پرفن ٹو
عشق کا بار گران مین وہ اٹہا ی ہون جسی   سر پہ گر سپر فلک ہووی تو گردن ٹوٹی
کفر اسلام سی آزاد ہوا مجکو کیا کام   خانقہ جل بہجی ناقوس برہمن ٹوٹی
ایک قاصد بہی وہان تک نہ سلامت پہنچا   آہ ای کاش کہ نس خنجر رہزن ٹوٹی
بدگمان اوس سی نہ کیونکر ہون کہ جکی دیوار   روز دو چار جگہ سی پی روزن ٹوٹی
رنگ اڑ جای کلو لگا جو وہ پردہ بہت جاتی   برق اڑ جای دلو پر جو وہ چلمن ٹوٹی
روز محشر بہی کہ خونکی قطرہ ٹپکین   میری قاتل کا جو تار سر دامن ٹوٹی
قبر پر میری گیا اوسنی لگای کوڑی   سنگ تربت سی جو ناگہہ سم توسن ٹوٹی
باوہ سرو یہ کہنی لگی لیلی جدم   پای مجنون گران باری آہن ٹوٹی
ایسی دیوانہ کو زنجیر سی کیا تہا یارب   ہست آہن کرو دندانہ سوہن ٹوٹی

آفتین عشق کی یون ٹوٹین دل عشقی پر
شہر آباد پہ جون لشکر دشمن ٹوٹی

اپنی وحشت کی ہی ظاہر طرز و عنوان ہو گئے   ایکی فصل گلمین سب ہی زیب زندان ہو گئے
بندہ کیا کسکا قصور جو دل مشتاق کے   آبہ آئینہ دار چشم حیران ہو گئے

خلق کے بد باطنی سی اگر کبھی اوس شوخ کو
ایک نظر دیکھا تو ثابت لائق بہتان ہو گئے

باعنین گل تیرہ بختون نے تیری نالہ گئے
سرمہ در کام و گلو مرغ گلستان ہو گئے

عارض گلرنگ سی اپنی اوٹہا طرف نقاب
بے مروت سیکڑون ٹکڑی گریبان ہو گئے

کلبہ ویرانسی اپنی کیون نہ الفت ہو ہمین
کیسی کیسی لوگ جنکی یا سمین مہمان ہو گئے

مژدہ آبادی ای کنج سیہ زندان مصر
آج ویران کوچہ و بازار کنعان ہو گئے

نالہ کش یہ کون تہا یارب کہ بعد مرگ بہی
جسکی تن کی استخوان ناقوس رہبان ہو گئے

جسبی صحرای جنون مین آئی ہین قدم
غیرت رکہا ای گل خار مغیلان ہو گئے

شام فرقت کی بیان مین کیا کرون تا یکبیان
روز بیان تنگ شب دیجور حرمان ہو گئے

با دل پرسوز دہان لا کر کیا مجکو جو دفن
برگ گل شمع سر گور غریبان ہو گئے

شوقین اوس جا بذسی صورت کی جس مشتاق نے
داغ سینہ پر جلائی ماہ تابان ہو گئے

پی نہ پی شوق تکا بو کر جہ پای سعی کی
آبلہ وقف سر خار بیابان ہو گئے

زخم کاری جسم پر کسکی لگایا اوسنی جو
رشک سی ٹکڑی کفن ہای شہیدان ہو گئے

کیا ہوا یارب یہ بدلی ہی زمانہ کی کہ ہم
جان کہتی تہی جنہیں سو دشمن جان ہو گئے

نے کبھی ناقوس تو نا مجھسی نہ سبحہ کا تار
کیون عبث دشمن میری گبر و مسلمان ہو گئے

شانہ نی وہان تار جب چیڑی کاکل پر پیچ کی
یہان نصیب خار صحرا تار دامان ہو گئے

سر نب جو ہم روی تیرا دست حنای دیکہکر
موی مژگان رشک انگشت مرجان ہو گئے

رنج فرقت نے یہ لاغر کر دیا آخر کہ ہم
چشم مور ناتوان کی موی مژگان ہو گئے

مجکو ای رنج گران جانے خدا غارت کری
عاقبت ہم بار دلہای عزیزان ہو گئے

جو نپی سو وعدہ کی اوس نکر ہنگام وصل
سد راہ شکوہ عذر سہو و نسیان ہو گئے

عالم تعقید سے رکہا جو کچہ بڑہ کر قدم
رنج نی راحت دکہائی درد درمان ہو گئے

استخوان ہی کچہ فقط یہان غنچہ بیلو نہین
خون کی قطرہ بہی رگو نمین میری پیکان ہو گئے

بسکہ اشک آتش انگیز چشم عیشی سی گری
تار ہای آستین سرو چراغان ہو گئی

کبھی صیاد چھیڑی ہاتھ کا ہی باغبان ڈالے — چمن میں کیا سمجھ کر کوئی طرح آشیان ڈالے
ہوائی قد جانان میں گلستان سے نکل جاوے — نہ پای سرو میں آب روان گر بیڑیان ڈالے
ہو سطح فلک پر موج ماری تیری فرقت میں — اگر دو چار قطرے میری چشم خونفشان ڈالے
میں وہ برگشتہ طالع ہون کہ جس جا کہ ہوا مدفون — صبا نے بھی کبھی دو چار گل لا کر نہ وہان ڈالے
بنا کر مجکو سر سے تا قدم اک ضعف کا پتلا — قضا نے دوش پر کیا کیا میری بار گران ڈالے
سواد مصر تک جذب محبت ساتھ رہ سکی — مبادا راہ میں طرح اقامت کاروان ڈالے
بجھوا ای باغبان گلکو مبادا آہ و نالہ سے — چمن میں شور محشر بلبل آتش زبان ڈالے
ترا دامن ہی اور دست سگ کوی صنم کر دون — ہما کے سامنے کیون تو نے میری استخوان ڈالے
ہو یکجا طایران وہم کو دشوار ہو جس تک — کمند آہ رسا اوس قصر عالی پر کہان ڈالے
سر شوریدہ اوسکو سر پر آہی سمجھی گا — رہ عشق و وفا میں جو مصیبت آسمان ڈالے
وفاداری وہ دکھلاؤن کہ خود کھینچی پشیمانی — خدا سے چاہتا ہون تو بنای امتحان ڈالے

ہجوم ناتوانی کم ہیں تسخیر عیشی کو
کوئی کیون پاؤن میں ایسی زنجیر گران ڈالے

کس نے توڑے گل و شمشاد و سمن کیا جانے — کہا کہے کی نظر آہ چمن کیا جانے
طایر قبلہ نما وار میں سرگردان ہون — محو رنج سفر آرام وطن کیا جانے
گر ہمی سادہ بناوٹ رہی تو آخر کار — کیا کرے کا ترا لب ساختہ پن کیا جانے
گرچہ گردش میں تو کچھ بھی مناسب ہے ولی — خار و خار قدم چرخ کہن کیا جانے
وعدۂ شام غلط کر نہ کہ مشتاقون پہ — گذرے کیا صبح تک ای عہد شکن کیا جانے
قدر آزادی تہان کا جو ہوا دیوانہ — حلقہ سلسلۂ طوق و رسن کیا جانے

ناتوان مرض عشق کہی کیا دل کی — سانس جو لیتی ہین سکتا وہ سخن کیا جانی

قامت یار کیا سرو کو نسبت ہی کہ وہ — ناز کی چال نزاکت کی چلن کیا جانی

کیون نہ کم رتبہ ہین سمجہون غزل اپنی عشقی

نافہ کی قدر کو آہوی ختن کیا جانی

ہم چمن مین کبہی گر نالہ و افغان کرتے — شور ہوتی سی نہ ہر مرغ خوش الحان کرتے

ضعف نے دل کی ہوس دل ہی مین رکہی ورنہ — موسم گل مین نہ ہم چاک گریبان کرتے

کاش ای رخنۂ دیوار چمن تیری طرح — دو دو سر ہم بہی تماشای گلستان کرتے

درد دل عشق نے وہ مجکو دیا ہی جسکے — ہوتے گر عیسی مریم تو نہ درمان کرتے

حق شناسی نہتی احباب مین ورنہ میرے — استخوان نذر سگ کوچۂ جانان کرتے

شمع سان مر گئی تری بزم سی وحشتی ای کاش — ہم نہ نظارۂ صبح غم ہجران کرتے

دلی الجن نے نہ امان ورنہ وکہا تے وہ وفا — کہ تجہی تری جفاؤن سی پشیمان کرتے

پاس ناموس محبت ہین مانع ہی رہا — رونے پاتے کبہی دل بہر کے تو طوفان کرتے

پاؤن پڑ کر مجہی زنجیر نے ناحق روکا — قدر تلون کی مری خار مغیلان کرتے

حسن کا عیب تہا ناز کا نقصان تہا — یاد ہوتی سی کبہی کر ہین خوبان کرتے

مجہ سبک روح کا اتنی ہی ہین تہا کام تمام — ایک اشارہ لب خنجر مژگان کرتے

کوس رحلت کی صدا آنی لگی عشقی اوز

ہم رہی راحلہ و زاد کا سامان کرتے

کام جب گریہ سی یہ دیدۂ تر لیتا ہے — قاصد اشک ثریا کی خبر لیتا ہے

محرم درد محبت ہون جگر ہین میرے — چٹکیان زمزمۂ مرغ سحر لیتا ہے

لذت درد یہی ہی تو دوا کی مو لون — سو نمک سار میرا زخم جگر لیتا ہے

شیخ کیا خلد برین بر ہین للچاتا ہے — اہل ہمت کوی میراث پدر لیتا ہے

اچھا الفت کو ئی لکھا ہی تو نقاش ازل — گر دہ صورت کا تری سامنے جو ہر لیتا ہے

شاخ تر ہو میں جلانے کے بھی شایاں ہیں — دوش پر منت و بال اپنی تبر لیتا ہے

جی میں ہی ہے بادہ بر آب بیٹھی بکارا کیجے — ہمسے واماندوں کی بھی کوئی خبر لیتا ہے

جلوہ گہہ کسکی ہوئی تھی یہ کف خاک کہ نور — شمع تربت سے میری وام قمر لیتا ہے

مانع اہل نظر ہوں نہ کبھی روشن دل — خانۂ آئینہ کب منت در لیتا ہے

اوسکی نیرنگ طرازی کا میں دیوانہ ہوں — پردۂ جنگ میں سو صلح وہ کر لیتا ہے

پاک طینت ہی میری گرد کدورت سے بری — خاک سے میری صفا آب گہر لیتا ہے

عالم قدس کا میں دلشدہ دیوانہ ہوں — رنگ رخ کا میری جبرئیل سے پر لیتا ہے

کسکا رخ پر مزہ و آج ہوئی اپنی کہ باج — اشعۂ مہر سے ہر تار نظر لیتا ہے

عیشیا روز ہی بازار کا اوٹھتی ہے پینٹھ

جلد لے ڈال اگر زاد سفر لینا ہے

فکر رسوائی دل ہمنفساں کیا کیجے — ہمسے ہوتا ہی نہیں ضبط فغاں کیا کیجے

عرصۂ کون و مکاں میں ہی رکا جاتا دل — جائے ہاتہ سے وحشت کے کہاں کیا کیجے

عرض احوال سے رکتا ہے وہ خود کام اور یہاں — بند ہوتے ہی نہیں اپنی زباں کیا کیجے

مرگ سے فرصت نظارہ نہ پائی ورنہ — دیدنی تھا یہ تماشائے جہاں کیا کیجے

جائے کعبہ کو کسطور کہ چھٹتی ہی نہیں — عادت طوف سر کوئے بتاں کیا کیجے

دیدہ مانوس ہیں گلہا سے ہوائے امسال — آئی یادی نہ گلستاں میں خزاں کیا کیجے

کاش اول ہی سے مخلوق ہوئی ہوتی گنگ — پائی لذت جو خموشی میں بیاں کیا کیجے

حسرت آئی بادیہ گردی کہ نہیں بینائی — ضعف نے پاؤں میں زنجیر گراں کیا کیجے

بسکہ در گوش ہیں ابنائے زماں اے عیشی

کسسے کہیے قلق درد نہاں کیا کیجے

بحر الفت میں ڈبونا خانمان درکار ہے
لطمہ یہاں کشتی کو جای بادبان درکار ہے

حسرت پیغام میں ہے تو ندین قدر زردی
یاد وا ماندوں بہی ای رفتگان درکار ہے

صاف طینت دستبرد ہر سی محفوظ ہین
خانہ آئینہ کو کیا پاسبان درکار ہے

دل لگا بیٹھی ہین ہم اوس سی کہ جسکی قصر تک
آہ کی تاثیر کو بہی نردبان درکار ہے

مجھکو کر وحشت عطا کہ بی نوائی قتل کل
دلکی بہلانے کو بہی اک بیابان درکار ہے

یہان مذاق جان مین تلخ ہے آب الحیوان
اپنی گردن کو دم تیغ روان درکار ہے

کام عالی ہمتونکا آپ ہوتا ہی روان
کشتی افلاک کو کیا بادبان درکار ہے

گو رکہے لب تک نکرتا لغزش پای ثبات
اوسکو کہتی ہین وفا کا امتحان درکار ہے

لے نہ یارون نے خبر جب ہم کہتی رہی
ناتوان بر رحم اہل کاروان درکار ہے

جسم لاغر مین ہے مغز زاغ و زغن کی نذر کو
ای گداز درد مشت استخوان درکار ہے

حاصل تحریر ہے بیان ذکر سوز داغ عشق
کلک عیشی کو سمندر کی زبان درکار ہے

یاد اگر یاران رفتہ کو کوئی دم کہینچیے
خون جگر کو دلسی دامن گرد ونکو برہم کہینچیے

کہینچی ہو کے خجالت دردکی روز جزا
زخم کو دلکی اگر ممنون مرہم کہینچیے

دامن صحرا مین سو ہی پاکین ہم ہونہ لپٹ
اپکی گر فصل جنون مین شہر سی رم کہینچیے

کہینچی بند نقاب روی جانان جس مین ہی
مصر کی جمعیت بازار برہم کہینچیے

اوسکی ہر ذرہ مین جلوہ ہی کسی خورشید کا
موت فرصت دی تو جنسی دید عالم کہینچیے

کل خوبی کی بزم سی دلکو کہان سیری ہی اہو
عمر بہر گردید نشل چشم شبنم کہینچیے

سر فرازی ہی فقط موقوف عجز وانکسار
عرش پر پہنچی قدم یہان گر سرا گر خم کہینچیے

ہون وہ آوارہ کہ میرا سایہ دی گر ایکدم
جرخ سر گردان کہی وقفہ کو ہمدم کہینچیے

یاد کرتا ہی کسیکو کون بعد مرگ دوست
دی فلک مہلت تو اپنا آپ ماتم کہینچیے

۲۵

عاشق و

عاشق و معشوق مین دونون شہید تیغ عشق — روئی گلگون بھی بسمل کا اگر غم کیجئے
کشتۂ فرقت کو تربت پر مرے کرنا ہے نقش — ربط جتنا ہو سکے احباب سے کم کیجئے

کیجئے اپنی سبکساری کے گر عیشی نمود
ایک سوزن کے سبب عیسی کو ملزم کیجئے

شعبدہ بازی پر اپنی اگر آجاتا ہے — عشق ایک کوہ گران کا دسی اٹھوانا ہے
ہون وہ تشنہ کہ سمجھا ہون اسی آبحیات — آب خنجر مری گر حلق تک آجاتا ہے
خود بھی ہون سوختہ بخت ایفلک نا انصاف — کشت پر میرے عبث برق تو برساتا ہے
خانہ کو اپنے تک رہی آباد کر ہم — چین آغوش کا یہان دایہ کے یاد آتا ہے
کسقدر پاؤن کے آہٹ سے تری جنبش خیز — رنگ تصویر کا تمکین کے اوڑا جاتا ہے
طبع نازک کا گوارا نہین ہرگز ہے مجھے رنج — خون مین روتا ہون جو گل بھی کوئی کمھلاتا ہے
در عمر سے مجھے تھی لیکہ محبت اب تک — در در روتا ہے مجھے غم میرا غم کہتا ہے
صورت حال سے جا وہ کے عیان ہے کہ جو — ہاتھ کوتاہ کرے پاؤنکو پھیلاتا ہے
چھوڑتا ہے یہ جہان گذران آخر کار — دم عبث کالبد خاکی مین گبھراتا ہے
طبع صافی کا مری فیض نہین اب تک بند — جو مری خاک کو چھانے ہے سو کچھ پاتا ہے

نامہ ہرگز نہ پڑھیگا وہ ستمگر عیشی
کبوتری کاغذ کے تو بیفایدہ دوڑاتا ہے

خوی دزدی زبس اس طبع ہوسکار کے تھے — آنکھ نہ مرہون سدا روزن دیوار کے تھے
محفل عیش مین تہا لیکن بحیہن دل تنگ — موج می بادۂ گلگون پہ مری تلوار کے تھے
مانگتا تہا مین سدا آب کی بدلے تیزاب — لب پہ گردن کو تمنا مری تلوار کے تھے
گل چمن مین جو نزاکت کا تری آیا ذکر — جب بلبل مین گئی گلگو غلش خار کے تھے
جسر تک لطمہ صرصر کے طپانچہ کہا سئے — خاک یہ کیا محبت کے گنہگار کے تھے

تیری اعجاز نمائی سے خدا سمجھے مسیح
موت ہے زیست دوبارہ دل بیمار کی بھی

بخت نے بیسرو پا مجھکو بنایا شاید
کلک تقدیر کو گردش سر پرکار کی تھی

سمجھے کیا حیرت زدہ عشق تماشا ناحق
آنکھ آئینہ کی ہیبت زدہ دیدار کی تھی

کس چمن رنگ کا صحرا سے یہ گذرا گلگون
سطر جادہ کی جگہ پر خط گلزار کی تھی

اب گل سنگ کی جا آنکھ سے ٹپکا عشقی
یاد دلکو میری کسکی گل رخسار کی تھی

بسکہ جینے میں زندگی اپنی ملال انگیز ہے
آمد و شد ہر نفس کی رنگ تیغ تیز ہے

اور جا کیا ہے کوئی معمورۂ ہستی مگر
ورنہ یہ عالم تو اک صحرای وحشت خیز ہے

رنج فرقت بسکہ میں ہمنشینوں کی سہے
اپنی صحبت سے مجھے اب آج کل پرہیز ہے

ساقیا جینے میں یہ عالم ہے کہ بزم عیش میں
خون دل سے غنچہ سان ہر ایک سبو لبریز ہے

نالہ سننے کا تری کسکو دماغ اے عندلیب
یہاں صدای خندۂ گل شور رستاخیز ہے

فکر مرہم کر نہیں ظالم دل صد چاک کے
روز محشر ورنہ یہ ہر زخم دستاویز ہے

حاصل نشو و نما یہاں غیر حسرت کچھ نہیں
پائمال آخر خزان کا سبزۂ نوخیز ہے

پنبہ مرہم اوٹھایا کسنے دلکی داغ سے
موج باد صبح کا ہی آج آتش بیز ہے

وقت فرصت کو غنیمت جان عشقی ورنہ یہاں
توسن عمر رواں کو ہر نفس مہمیز ہے

سمجھتے ہیں جو مضمون فغان ہے
یہی اپنی ہی اے بلبل زبان ہے

کسی دلکی ہوا وا اندر کی کر فکر
کہ غنچوں پر یہ محنت رائگان ہے

کھلی بند قبا کسکی چمن میں
کہ ہر شبنم کا قطرہ عطر دان ہے

تماشا دیدنی ہے بوستان کا
کہ گل مہمان ہے بلبل میزبان ہے

ہماری دیکھکر آوارہ گردی
زمین گرد نشین ساکن آسمان ہے

فروغ مشعل خورشید تابان — کسیکی شمع محفل کا دھوان ہے

ملا ایک دم نہ چین آوارگی سے — میری طینت مگر ریگ روان ہے

یہ گردش سخت جانی نے مجھی دی — کہ میرا سنگ با سنگ فسان ہے

چراغ طور سے تا شمع محفل — ہماری داغ دل کا دودمان ہے

متاع بوئے گل ہو مین سبک روح — نسیم صبح کا ہی کاروان ہے

تف آہ دلسوزان سے میری — سمندر مچھلیون کا میہمان ہے

مثال طفل اشک اپنا دل زار — گداز درد و غمسے توامان ہے

نکلتی ہین شراری سانس کے ساتھ — جگر کا داغ یہ آتش فشان ہے

اوٹھاتے ہی یہ صدمہ ہمت عشق — وگرنہ روح مین طاقت کہان ہے

ہوا سے جسجگہ ہو سنگ باران — میری وہان شیشہ سازی کی دکان ہے

عیان تصویر کا چہرہ سے ہی حال — خموشی بے زبانونکی زبان ہے

چٹکنے پر نہ کلکی ہول بلبل — یہی آواز پیغام خزان ہے

بگولے رکھہ نہین سکتے قدم وہان — یہ اپنی دشت وحشت کا نشان ہے

ہنرمند و غنیمت اسکو سمجھو
کہ عشقی یادگار رفتگان ہے

ہرگام پائے سعی مین سو خار توڑتے — رشتہ جستجو کا نہ زنہار توڑیے

دل سینے اہل درد کا خوناب کر دیا — مرغ ترانہ سنج کی منقار توڑیے

آوارگی کی درد کا تب لطف ہی کہ جب — ہر آبلہ مین پاؤنکی سو خار توڑیے

دیر و حرم مین اپنی تعین کا فرق ہے — دونونکو ایک ہے جو یہ دیوار توڑیے

شاید بہار آئی کہ صیاد آج کل — کتنے ہی بال مرغ گرفتار توڑتے ہی

خون رازداریون نے دل تنگ کر دیا — قفل خموشی لب اظہار توڑیے

اتنا تو زور ہو سر کا میں جنون کا ہو — سر کو پٹک پٹک در گلزار توڑیے

نشہ ہی بسم اوس میں کہتی ہے یہ جب تلک — خم سر پہ شیخ شہر کے دو چار توڑیے

ای دم نکل وگرنہ یہ کیا لطف یار کی — بازو کو رنج دیجے تلوار توڑیے

پایا یہ لطف مرگ کہ مقدور ہو اگر — سر رشتہ حیات کو سو بار توڑیے

ترک مراد دل ہے مروت کا مقتضا — خاطر نہ دشمنوں کی بھی زنہار توڑیے

اوس بت کو پوجتا ہوں کہ سبحہ کا تار ہو
عیشی گر اپنا رشتۂ زنار توڑیے

بے محابا بندی نے کیا یار کی بیتاب مجھے — حلقہ گوش ہوا حلقہ گرداب مجھے

ہوں وہ ناکام کہ بیداری طالع کا میرے — چرخ کجرو نے دکھایا نہ کبھی خواب مجھے

مطلع صبح قیامت ہے میری مدنگاہ — کس کی آہٹ نے کیا پاؤں کی بیخواب مجھے

تن یہ کاہیدہ کہ رہتا ہے یہ خطرہ شب بھر — سایہ آئنہ کہیں لیکی اڑی خواب مجھے

عفو نے نامہ اعمال میرا دھو ڈالا — لیکہ خجلت نے کیا ہوگی کیا آب مجھے

غنچہ ساں ہے میری تعمیر خرابی کا طلسم — قطرۂ شبنم غلطاں ہے ہی سیلاب مجھے

دشمنی سے نہ مٹی گرمی بازار میرے — آتش برق ہوں کیا سرد کری آب مجھے

صید لاغر ہوں میں محنت زدہ ای یاری بخت — نکری رحم کہیں دیکھکی قصاب مجھے

موت کا لیکہ طلب گار رہتا ہیں جان برلب — عید کا چاند ہوا دشنۂ قصاب مجھے

ساغر جم کو پیالہ سے میری کیا نسبت — عرش کے سیر دکھاتی ہے می ناب مجھے

دل خو کردۂ الفت سے میں رنجیدہ ہوں — یہ ستاتا ہے غم دوری احباب مجھے

لیکہ بے نور رہتا ہیں کاغذ بادی سمجھا — نظر آیا جو شب بحر میں مہتاب مجھے

عیشی اس گلشن ہستی سے سفر کرنے کو
نکہت گل ہوں نہیں کیا چاہیے اسباب مجھے

کیا کیا

کیا کیا نہ دن دکھائی فلک نے وبال کے — گذرا نہ شکوہ گرد ہماری خیال کے

وحشت نہ اکدم نہ دیا ایک جا قرار — ہم تیرہ بخت سایہ ہی تھی گویا غزال کے

سبزہ ہین اس چمن کا ہون بہت سی جس جگہ — ممنون نامیہ نہین بہتی نہال کے

آزاد کی کہ ذوق نی ہمکو کیا فقیر — مرشد نہ ہم کسی کی ہوی اور نہ بال کے

عکس رخ نگار کا اللہ ری فروغ — تاری ہی تھی قمقمی سب ہوی کلال کے

ہی عقل کل کو نقطہ موہوم کا گمان — کاہیدہ یہ ہوا ہون تصور مین خال کے

زیب چمن ہون موج صبا میری واسطی — نکہت سی گلکی حلقہ بناتی ہی جال کے

دل کم بہا ہی عاشق بی صبر کا کہ — سب توڑتی ہین مولکو مفلس کی مال کے

کر عزم سیر باغ کہ گل ہین تری لیی — مصروف سر سی تا بالقدم کوشش فال کے

خون ہو برنگ غنچہ اگر دل ہزار بار — وا ہون نہ سب سی بیان غم حال کے

دامن مین لیکی آی اگر موج گوہر مراد — ہاتھ اپنی آستین سی جو نکلین سوال کے

گر امن چاہتا ہی تو دی امن غیر کو — واقف خزان سی ہون کبہی پاون ڈال کے

تیر بلا نہ ایک بچا گرچہ عمر بہر — رکہا ہین سپہر نہ سایہ مین ڈہال کے

وسعت صبا کی تنگ ہی کیا کیا ہوی ضعیف — دامن سی اپنی پای جنون ہم نکال کے

ہمتی نہ تھی یہ کارکنان قضا امید — پہر لی خبر نہ کاہ برایک کوہ ٹال کے

نقد ہنر کا اپنی نہ کچہ بہی ہوا رواج — تقدیر ہمکو بہولی ہی کیسہ مین ڈال کے

وہ کم نصیب ہون کہ گدا فاقہ کش ہین — گر میری خاک سی بنی کاسہ سوال کے

عیشی دلیل حسن حقیقت مجاز تھی

ہین ظرف ہی نمونہ صنعت کلال کے

رنگ امکان سی بری یا ستی و ہشیاری سی تھی — ہمکو جب میکدۂ عشق مین میخواری سی تھی

پردۂ زلف مین موں ہنسی صبا پاتا کہ آج — دل سودا زدہ کی رات بہت بیاری سی تھی

رہی آباد تیرا خانۂ دام ای صیاد — دلکو کب سی ہوس درد گرفتاری سے تھے

کاغذ بادی تھی بازیچۂ ہستی میں ہم — ہمکو اوڑنے کی بھی حالت میں گرفتاری سے تھے

کسکی نالے نے سحر باغ میں بھڑکائی آگ — اوس کے بوند جو گل پہ تھی سو چنگاری سے تھے

نالہ چند سے مانوس کے عشق نے کان — خندۂ گل سے وگرنہ ہمیں بیزاری سے تھے

ماتم بلبل و پروانہ میں کی عمر تلف — لیک عادت میری عشاق کی غمخواری سے تھے

برق گلزار پر امید کی چمکی ای چرخ — کیا کسی پھول کی یہاں کھلنے کی تیاری سے تھے

درد سر دی نہ عبث ناصح بیدرد مگر — دلکی لگجانے میں اپنی ہمیں مختاری سے تھے

کون شبنم گل و نرگس تھی تکی در کی طرف — کسکی آنے کی سحر باغ میں تیاری سے تھے

گر شفا میں نہ پائی تو نہیں تیرا قصور : — عشق کی دلکو مسیحا میری بیماری سے تھے

بحر ہستی کی جو کی سیر تو مانند حباب — جسکو دیکھا اوسے اپنی ہی ہواداری سے تھے

ہر دم آتا ہی مجھی ہمکسی بلبل پہ — سر ہتی کو فقط گل کی طرفداری سے تھے

دغدغہ حشر کا کیونکر ہمیں رہتا عیشی
قابل عفو کریم اپنی گنہگاری سے تھے

آسودہ ہو کے محفل ہستی میں کب رہے — ہم زیر تیغ شمع نمط بے سبب رہے

ہم سبز ہو کے گلشن ہستی میں کب رہے — اوگتی ہی مثل سبزہ تہ سنگ دب رہے

پای طلب تھکی ہیں کہاں آگے یا نصیب — دو چار کوس منزل مقصد کی جب رہے

بخت سیہ کی ہو اگر انجام سے خبر — خورشید زیر سایۂ دامان شب رہے

ہر جام رنگ ساغر جمشید ہی ہمیں ش — آباد ساقیا تیری بزم طرب رہے

آئینہ سان نہ بھولیے زنہار اپ کو — دیدار رو تو چاہیے پاس ادب رہے

فرسنگ اول رہ الفت نہ طی ہوا — گردش میں عمر بھر میری پای طلب رہے

تا زیست چار موج جہاں میں حباب وار — لطمو سینی حادثات کے ہم جان بلب رہے

نہ بجای

ی

بیجا ہی اوسی گری صحبت کی آرزو
عیشی نگاہ گرم سی ہی جسکو تب ہی

فاقہ مستی سی رہا مفلسی مین کام ہی مجھی — گردش جام ہوئی گردش ایام ہی مجھی
چرخ کجرو نی یہ ہی مجھی کہ بابین کی لئی — دی نہ ایک حبت بجز سختی ایام ہی مجھی
تیرہ بختی سی جہان ہی میری انکہون مین سیاہ — فرق محسوس نہین ہی صبح سی تا شام ہی مجھی
ہو خفا ہی وہ ستم پیشہ عبث کرتی ہی — روی قاصد سی خجل حسرت پیغام ہی مجھی
نقش تک کی کیا فکر سی حاصل ہیاو — ہر قدم ضعف سی ہی موج ہوا دام ہی مجھی
ہمت بخت کی پستی نی دکہایا یہ دن — ورنہ تہا کالبد خاک سی کیا کام ہی مجھی
چین دو دل کو نہ بخشی فلک نا انصاف — رہی گردش مین ستارا جو ہوا آرام ہی مجھی
زلیت بی یار نہین کام وفا داردن کا — سخت جانی تو عبث کرتی ہی بدنام ہی مجھی
لطف بر رنجش جاناںکی مین دی بیٹہا جان — شربت نزع ہوی تلخی دشنام ہی مجھی
لاحق حال ہی ایک کشمکش رد و قبول — کفر اپنا کبہی سمجہی کبہی اسلام ہی مجھی
وہ ثمر ہون کہ نہو مجہسی کوی شیرین کام — کاشکی باد خزان خشک کری خام ہی مجھی

صبح ہوتی نہین عیشی شب تاریک فراق
بخت سی کاش میری خواب ملی وام مجھی

جلادی طور او سوز نہانی نی — اوٹہاوی کون نازلن ترانی نی
نہ کہلوائو زبان میری چمن مین — عبث بلبل کو ہو کی سر گرانی نی
کہان ہم اور کہان یہ نکہت گل — نسیم صبح تیری مہربانی نی
نہتی منزل ہماری اسقدر دور — ہوی سنگ رہ اپنی سخت جانی نی
وہ لاغر ہون کہ موج گردش رنگ — عجب کیا گر کری ابر گرانی نی
شراب خضر کا دی جام ساقی — مکدر ہی زلال زندگانی نی

دم شمشیر زہر آلود سے خنجر — عوض کرتا تھا آب زندگانی نے

رہی ہم اشک خون روتے ہی ساقی — کٹوروں ڈھلکی شراب ارغوانی نے

وہ منزل ہی ہمیں درپیش جس میں — نشان زندگانی ہی بھلا دیا نے

لکھوں گر داستان فرقت یار — جدا ہو جائیں لفظوں سے معانی نے

نہ پیری میں ستایا محنت عشق — اوٹھایا تھا جتنی صدمہ جوانی نے

کیا خاک در میخانہ مجھکو — جز اک اندوہ دور آسمانی نے

میں ہوں وہ سوختہ خرمن کہ جسپر — خجل ہو کر برق آتش فشانی نے

کھنچی تصویر اوس نازک بدن کی — اگر ہو موج گل سے کلک مانی نے

شب غم میں مواجل جلکی عشقی — سنا ہی شمع محفل کی زبانی نے

ہمیشہ کا جو اپنی مجھی مختار بناتی — سو بار مٹاتا ہیں جو سو بار بناتی

مسدس عشقی

عشق کا پھر سر و ساماں ہے خدا خیر کرے — پھر جنون سلسلہ جنباں ہی خدا خیر کرے

گریہ آمادۂ طوفاں ہی خدا خیر کرے — صحبت دست و گریباں ہی خدا خیر کرے

قرعۂ غم زدہ ام تا کہ کند ویرانم

باز ویران شدہ ام تا کہ کند آبادم

پردۂ چشم ہی پھر غیرت دامان سحاب — آستیں اشک سے ہی رشک جیب گرداب

جسکو سمجھے تھے ستارہ سی چشم بیخواب — دیکھو پہلو میں ہی دل فرط قلق سے بیتاب

باز از ہر سخنم بوی جنون مے آید

باز آہ از جگرم غرقہ بخون مے آید

پھر دل آشفتہ ہے کس زلف کا سودائی ہے — چشم حیرت زدہ ہی کسکی تماشائی ہے

پھر جو

پھر جو یون چاک گریبان شکیبائی ہے اپنی منظور نظر کس کی خود آرائی ہے

سبب نالہ شبگیر نمیدانم چیست

دیدہ ام خوابی و تعبیر نمیدانم چیست

مرحبا عشق جفا پیشہ دشمن پرور بارک اللہ قدم تیری میری آنکھون پر

عمر گذری کہ میرا داغ نہ خالی ہی جگر رنگ خون اشک مین باقی ہی نہ نالی مین اثر

آخر این ہوش کہ از سر بگذرم چہ کنم

نفس سرد چہ سازم دل بیغم چہ کنم

یہ ہے کیا شعلہ سے خلاق نے پیدا مجکو رابطہ یہ ہے لقب ولسی شرر سا مجکو

برق خاطف سی ہی ہمچشمی کا دعوی مجکو آتش طور ہون افسردگی سی کیا مجکو

لالہ ام جلوہ داغ جگرم میباید

شمع سوزندہ ام آتش بسرم میباید

مغبچو میکدہ پہ بستر ہین آباد ان دیر بخشنا ساغر لبریز کوئی خم کی خیر

عالم نشہ کی منظور ہے آنکھونکو سیر پھر چکا عمر کا پیمانہ میرا باد بغیر

دور بین عقل کہ سرمایہ غوغا ہاست

آزمودیم کہ درد سر بیجا ہاست

مغتنم ہی چمن و صوت ہزاران ساقی چند روزہ ہی گل و باد بہاران ساقی

پھر کہان بزم مئ و صحبت یاران ساقی جب تک برق و گہر باری باران ساقی

دردہا فست کہ امروز ہمیا آید

بعد امروز ندانیم چہ فردا آید

نامہ کیا کیا گردش افلاک نی سی طے نہ سکندر ہی نہ دارا ہی نہ جمشید نہ کے

فرصت وقت غنیمت ہی ہی جو دم ہا دم مین پھر ہم ہین نہ محفل ہی نہ ساغر ہی نہ مے

صحبت ہمنفسان طرب آمادہ کجا
بعد ازین بزم کجا شیشہ کجا بادہ کجا

تن ہی تعمیر سرہ گذر سیل فنا — دل کی ہی آمد و شد سینہ مین [illegible] نک ہوا
نقش بر آب ہون ہستی کا میری دفعۃ کیا — موج بیتاب ہون ہی مختلف [illegible] میرا
اب حال

گہ اثف برق و گہی ابر ترم ساختہ اند
ہر زمانہ بصفات دگرم ساختہ اند

گہ سرگردان رہ بر شگفتہ سری اپنی بیان — مو بمو ہو سبب در بدر زلف بتان
حال سوز غم دل لاؤن اگر تا بزبان — ہو شرر بیز نفس موج ہو شعلہ فشان

نو بنو ہر نفس داغ کہن میسوزد
آتش از گرمی ہنگامہ من میسوزد

حال سوز غم پنہان کو کرون گر تحریر — دی انا البرق کی آواز قلم جای صریر
ایک خموشی ہی میری لا کہ زبان کی تقریر — بزم حیرت نے بنایا ہے مجھے گویا تصویر

پاس ناموس جنون در سخنم داد است
گوش کن گوش کہ خاموشی من فریاد است

کب چھپائی سے چھپی حال دل غم پرورد — ترجمان راز نہان کا ہی میرا چہرہ زرد
نہ کوئی مونس غم ہی نہ کوئی ہمدرد — رو برو بیٹھ کے جسکی کوئی دم بادم سرد

نقش غم شدم و بر حسرت دیدن گریم
حال دل گویم و بر حال شنیدن گریم

نہ وہ طاقت ہی کہ روکے قطرہ کے خونبارے — نہ وہ دل ہی کہ کری ضبط فغان و زاری
منزلون دور ہی مرحلہ خود داری — الغرض بیخودی از بسکہ ہوئی ہی طاری

میزنم خویش بجگر خنجر و آزار کجاست

بیتوا

میتوان یافت کہ با خویشتنم کاری ہست

رنج ناکامی طالع ہی میرا کام روا — دردمندی جسی کہتی ہین وہ ہی میری دوا

کیا کہون جسی مخالف ہی زمانی کی ہوا — چشم بینا نظر آتی ہی نہ گوش شنوا

دردم افسانہ شد و تا بشنیدن نرسید

حیرتم آینہ کرد و بدیدن نرسید

آبلہ سی بہی طبیعت ہی میری نازک تر — کم دماغی مین مقابل میری گل ہی پتہر

مثل نکہت بہی برباد کری باد سحر — سنگ ہی میری جبین پر اثر صندل سر

خون کند گرمی صحبت دل ناکام مرا

محو سازد رنگین موج صفا نام مرا

ہی بہی خاکین ہر چند ملا تا کوکب — روز روشن ہی میرا غیرت تاریکی شب

شکوہ بخت سی لیکن نہ کرو نکا تر لب — شکر ہی شکر ہی درگاہ مین تیری یارب

دل ناکامی دل شاد کہ ناشادم کرد

خانہ رنج و غم آباد کہ بربادم کرد

ہین وہ ہون سوختہ قسمت کہ گری جب ہی کبہی — مشعل برق میری دود جگر سی روشن

داغ گر آتش سوزان ہی تو سینہ گلخن — کاش جلا کر کین برباد ہو خاکستر تن

چند سوزم ز غم و چند گدازم یارب

بخت ناساز و بدل سوز چہ سازم یارب

سوزش غم نی کیا لکہ عناصر مین فتور — جای خون شعلہ کشر ہی رگو نین مستور

مجہسی پروانہ گری ہمنفسی کیا مقدور — گرم ہنگامہ سمندر کا ہی تو میری حضور

جانم آتش تنم آتش دل جانکم آتش

آب من آتش و باد آتش و خاکم آتش

یاد ایام کہ تھا یہ دل ویران آباد — مایۂ صبر و تحمل نہ ہوا تھا برباد
اب نہ وہ دل ہی کہ غم و درد کی سہتا ہی بیداد — لذت رنج او شادی وہ کہان خاطر شاد

برق کو جلوہ فروشد من محزون چکنم
خرمنی بود مرا سوختم اکنون چکنم

تنگ کرتا ہی نفس کو مری سینہ کا غبار — روح کا ہو نہین سکتا متحمل تن زار
اور ہی کچھ ہی طپش دل سی عیان ہین آثار — سینہ تنگ سی گر گر کے غرض سو سو بار

جان سختم ز غم امروز بلب می آید
سخت تر مشکلم اینست کہ شب می آید

دل نہ حسرت کش ساقی ہی نہ لب تشنۂ جام — راحتین روح کو درکار نہ جی کو آرام
داغ حسرت ہون مرا سینہ ہی سوزان مقام — محفل عیش و طرب سی مجہی عشقی کیا کام

رزیم خون جگرم بادہ بجام است مرا
صحبت با غم دل عیش مدام است مرا

من تضمینات غزلہای حسین علیخان اثر تخلص

مخمس

عارض مہتاب رنگ نور سی بیگانہ تھا — دیدۂ کوکب کو رشک روزن کاشانہ تھا
برق خاطف سایۂ بال و پر پروانہ تھا — رات بھر مجکو خیال عارض جانانہ تھا
آفتاب روز محشر یہان چراغ خانہ تھا

گلخن غم بسکہ میرا یہ دل دیوانہ تھا — خاک جسم زار کا ہر ذرہ آتش خانہ تھا
زندگی ہی مین فقط یہ داغ سینہ کا نہ تھا — برسون بعد مرگ بہی سوز غم جانانہ تھا
شمع تھا ہر استخوان میرا یہ پروانہ تھا

دست غم سو خزان جبار ہر گل کا ہی بیان — لطمۂ صرصر نسیم صبح دم کی جا ہی بیان

آہ جی بہلاؤن کس سی ہمصفیرو کیا ہی بیان　　اوس چمن سی مجکو صیاد قضا لایا ہی یہان
جسجگہ یہ چرخ اخضر سبزہ بیگانہ تہا

مرگئی ہم دیکہتی ہی گردش چشم صنم　　ہو گیا یہ ساتکین بادہ ہمکو جام سم
ساقیا نیرنگ یہ کیا تہا جہتی می کی قسم　　ہو گئی آخر شراب عشق کو پیتی ہی ہم
ساغر اوسکا شاید اپنی عمر کا پیمانہ تہا

بیقراری نے کی کیا کیا نہ ہنگامے بپا　　اسکی باعث کب نہ دل مورد ہوا اندوہ کا
ناتوانی پہر نہ ہلنی پائین میری دست و پا　　سنکی غل شب تا در زندان وہ اگر پہر گیا
شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تہا .

گر صبا کا کوچہ زلف سیہ مین ہو گذار　　کانپتی ہی چہوتے موئی عنبرین کے تیری تار
کب ہر ایک کا ہاتہ پڑسکتا ہی گستاخانہ یار　　کل اولجہا تہا تیری زلفو لسی جو وہ بار بار
استخوانِ عاشقِ شیدا کا شاید شانہ تہا

معنی ہر لفظ تہا یہ ہر سخن کا مدعا　　نثر کا تہا کاہ مطلب گاہ مضمون نظم کا
الغرض سو سو طرحسی مین الم کا مبتلا　　عمر بہر کہتا رہا لیکن نہ وہ آخر ہوا
آہ اپنی درد و غم کا کیا دراز افسانہ تہا

نی کہلا شیشہ ہی کا مونہہ وا ہوئی لخت دہن　　مئے نہ پہنچی تا لب ساغر اور نہ ساغر تا دہن
بسکہ رنجور خمار شوق تہا مین خستہ تن　　جب تلک پہنچی ہی پہنچی ساقی پیمان شکن
آہ اپنی عمر کا لبریز یہان پیمانہ تہا

جوش زن تہا شعلہ اپنی آب و گل سی ای انیس　　برق تہی مژگان پر اشک متصل سی ای انیس
لب تہی آتش بازِ آہِ مشتعل سی ای انیس　　رات نیند آئی نہ مجکو سوز دل سی ای انیس
کوئی شاید بالش پر مین پر پروانہ تہا

ہی طلسم شستگی کا اپنا نقش آب و گل　　اپنی قسمت کا پریشانی ہی عنوان سجل

تیرہ بختی سے رہنگی شانہ ساں ہم مشتغل   اوسمیں نکلا تہا کسیکی زلف میں اوجہکا دل
شانہ ہیں سر ایک دن ہمنے دکہایا شانہ تہا

تربیت رم کی تہی یاد تہند کہ خوسی ہے مجہے   فیض آزادی ملا ہر ہبو لکی بوسی ہے مجہے
فایدہ ہمت کا ہہنچا نخل خود روسی ہے مجہے   درس وحشت تہا ہا ص چشم آہوسی ہے مجہے
گوشۂ صحرا میرا طفلی میں مکتب خانہ تہا

سنیوں ماتم تہا شور نغمۂ چنگ و رباب   گرگئی گردش سی ساغر کہ میرا دل تہا کباب
موج مئی تہی حلق پر ایک خنجر براں کی آب   تہی ہماری خونکی پیاسی یا رین بزم شراب
چشم شیر اپنی نظر میں رات ہر پیمانہ تہا

شوق کامل واقع ظلمت شب ہجراں کا ہے   لکہ آنکہوں میں تصور عارض جاناں کا ہے
روکش خط شعاعی مو میری مژگاں کا ہے   لکہ ورد آنسوں پہر نام اوس مہ تاباں کا ہے
بن گیا اختر میری تسبیح کا جو دانہ تہا

اوج پر آیا نہ اوسکا بخت سرگردان عیش   نام غم شادی وہ رکہتا تہا یہ تہا ارمان عیش
ہاں مگر عیشی کہ یاتہ آیا تو یوں دامان عیش   تہا اثر مرگ شب فرقت میں یہاں سامان عیش
سینہ کوبی خلق کی شادیکا نوبتخانہ تہا

مخمس تضمین غزل ہوس

مجہسا بیکس کوئی پہر ہوگا بہلا میرے بعد   جسکا دل یوں ہو غم و رو کے جا میرے بعد
دیکہلینا یہ تم ای اہل وفا میرے بعد   بیکسی ہی نہ دنیا کو تجا میرے بعد
غم ہی مرقد پہ میرے بیٹھ رہا میرے بعد

وحشت آباد جہاں چہوڑ گیا جب مجنوں   رونق سلسلۂ عشق ہوا میں محزوں
اب ہی میں گرسوئے صحرائے عدم راہی ہوں   تیز رکہیو سر ہر خار کو ای دشت جنوں
شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

دردمندان محبت کا جدا عالم ہے — سمجھے یہ درد وہی عشق سے جو محرم ہے
کیا کہوں نزع میں کیوں چشم میری پرنم ہے — اپنے مرنیکا بھی غم نہیں پر یہ غم ہے
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

عالم عشق میں یکسان ہے فنا اور بقا — ہے جو ہستی میں باہم ربط وہی بعد فنا
عشق وہ شے ہے کہ دکہلائے جو اعجاز اپنا — کیا عجب تربت لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

طبع مانوس تہے گلشن کی ہوا سے میرے — گشت گلزار کی خواہش تہے خدا سے میرے
نہ کہلا باب اثر آہ دعا سے میرے — مینے زندان میں دی جان بلا سے میرے
باغ عالم میں رہی گو کہ فضا میرے بعد

ای غم و درد رہو تم میرے دل میں ساکن — ہون جدا مجہسے مین اللہ نہ دکہلائے وہ دن
ایک دم چین نہیں ہے میری دلکو تم بن — ابتو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن
بہول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرو بولنے ہے کچھ جی کا لگانا ہے خطا — چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا
جائے غیرت ہے کہ جی جسکے لیے مینے دیا — لبکہ باعث تہا مین اوس شوخ کی بدنامی کا
سجدۂ شکر کیا اوسنے ادا میرے بعد

زندگی مینے وفا ہی میں بسر کی پیارے — لے خبر تمنے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے
حال پر میرے نہ گو آج نظر کو پیارے — جیتے جی قدر نہیں ہوتی بشر کی پیارے
یاد آویگی تمہیں میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہیں لبکہ مجھے ایک نفس — ابر ہر لحظہ میرے چشم کا جاتا ہے برس
گلشن دہر میری ذات سے شاداب ہے بس — اوٹہ گیا مین جو جہان گذران سے تو ہوس
خاک چہانیگی بہت باد صبا میرے بعد

تضمین غزل مونس

تنگ کرتا ہی غم عشق جو اکثر مجھکو : تنگ تر گور سی آتا ہی نظر گھر مجھکو

سخت جانی سی نہ شکوہ رہی کیونکر مجھکو   لبکہ ہے خواہش دید رخ دلبر مجھکو

زندگی ہجر مین ہی موت سے بدتر مجھکو

شوق پرواز چمن مین ہون کبھی جی کھوتا   یاد مین گلکی کبھی اشک سی ہون مونہہ دہوتا

اور تو اور یہ قسمت کو ہون اپنی روتا   لی پر و بالی کا تو نام نہ عاید ہوتا

مرغ تصویر کے سے ہی بی‌نلی پر مجھکو

عہد طفلی مین رہا رنج و محن سے آزاد   حیف بی‌خبری مین وہ گئی دن برباد

ہر نفس کیون نرہی اب میری لب پر فریاد   کاشکین عالم پیری کی دلاتی ہین یاد

راحت و بیعمی دامن مادر مجھکو

ہوش نی پردہ اوٹھایا ہین میری ہستی کا   بخت ہمت کبھی مایل نہوی پستی کی

خانہ سمجھا ہون یہ نیرنگ مین ہستی کی   سمجھتا زیست سے ہین ناتہہ تہی دستی کی

دیتی تقدیر اگر بخت سکندر مجھکو

آہ کیون بخت نے مجھی ملک عدم سی لایا   سخت گردش مین ہون جس روز سے مین یہان آیا

طرفہ نیرنگ یہ ہستی نی مجھی دکھلایا   بیٹھا جسجا وہ مکان عاریتی ہی پایا

زندگی بہر نہ ملا آہ میسر گھر مجھکو

بے جے کیا عالم اسباب کی پرواہ نگیے   خاک سی ہی سر و ساماکی تمنا نہ گیے

ہمت پستی ہمت میری اصلا نہ گیے   مرگیا مین بہ یہ محتاجی دنیا نہ گیے

اب ہی ایک بہر کفن چاہی چادر مجھکو

ہرزہ گردی کی کشاکش نہ لبس ایک عمر سے ہے   طاقت سعی میری پای طلب مین نہ رہے

تا بہ سان فایدہ کیا ناکی لی روسیہ ہی   بخش و کم جو میری قسمت کا ہی ملتا ہی وہ

حرص ناحق تو نے بہڑکائی ہے درد مجکو

گل کیا سوئے چمن میں جو بجان ناشاد   گشت گلشن سے ہوئی آتش دل اور زیاد
یادگار قد دلدار تو تنہا ہے شمشاد   ہل صبا سے کمر یار دلادی ہے مجھے یاد

برق خاطف ہوئی ہر شاخ صنوبر مجکو

شورش شوق سے جب دل کی مہیا ہو حشر   سر و کن کیا میری بازار طلب کا ہو حشر
خاک سے اوٹھون یہ کہتا مین جو برپا ہو حشر   ہو جہان عاشق و معشوق کا یکجا ہو حشر

خلد کی قید نہین داور محشر مجکو

آتش عشق ہی از بس میری سینہ مین لگے   چشمۂ خضر ہون تو نہ بجہی پیاس میری
کاسہ زہر اجل مین ہی فقط میرا جی   ہی سیرابی ہی جسمین نہین پہر تشنہ لبی

کیون نہ منظور ہو آب دم خنجر مجکو

ناصحا کر نہ عبث تو مجھے منع زاری   اختیاری ہی نہین یہ چشم کی دریا باری
مو بمو کاوش غم لگ رہی تن مین ساری   میری آنکہون سے ہو جبہ نہین خون جاری

ہوئی ہی ہر بن مژگان نشتر مجکو

اضطراب دل ناشاد سے جو مقدور چلے   نام عاشق کبہی معشوق سے ملنے کا نلے
روز ناحق کی سہا کرتا ہون آری دلی   وصل حاصل ہی مجہی کر جہ تصور مین ولے

چین دیتا نہین میرا دل مضطر مجکو

پوچہی حال لکارات جو عشق کا مین   بولا ہیہات کہون تجہسے غم اپنا کیا مین
رنج راحت سے ہی جیسے ہوا پیدا مین   باغ عالم مین ہوس وہ گل نازک تہا مین

ہوئی تحریک صبا لطمۂ صرصر مجکو

تضمین غزل ہوس

مثال اخگر کی فرصت ایکدم ملی نہ سوز نہانی سے ہمکو   رہا برنگ جرس سدا ربط شور و آہ و فغانی سے ہمکو

برا ہوا اس عمر بے لقا کا کہاں یہ لائی کہاں سی ہمکو — سوای اندوہ و یاس و حرمان ہوا نہ حاصل جہاں سی ہمکو

اوٹھائیں کاندہی پہ بار ہستی سفر کی بستر کہاں سی ہمکو

سبک روون کی یہ سخت منزل کمال راحت کی ساتھ طی کی — بزنگ نقش قدم رہی ہم نہ لی کسی نی خبر ہماری

صدای زنگ درا بیکسو کمال حیرت ہی یا الٰہی — ملین کی کسطرح رفتگان سی ہمین نشان قدم ہی باقی

برا ہوا اس ضعف کا کہ جسنی جدا کیا کاروان سی ہمکو

قلق سی ہم کیا بیان کرین کیا اوٹھاتی ہین ہم جو صدمہ تجہ بن — شب جدای کو صبح کرتی ہین آسمان کی ستاری گن گن

نہ موت آتی ہی تیغ در کف نہ کاٹی کٹتا ہی ہجر کا دن — اگرچہ یار و رفیق و ہمدم سبھی ہین غمخوار اپنی لیکن

کسی سی کیا کہیں حال دلکا نہیں ہی فرصت فغان سی ہمکو

نہ موت کی یاد کیونکر اپنا کری دل اندوہگین ہمیشہ — رہی جدا اوس دہنگ حسرت نہ کسطرح آستین ہمیشہ

سبب اگر ہمسی پوچہتی ہو کہ کیون رہی ہم غمین ہمیشہ — جہان ہی یارو سرای فانی یقین ہی رہنا نہیں ہمیشہ

یہ غم ہی جانیکا لیک الفت ہی یہانکی یا سنکالنی ہمکو

ہوا ہی جبد لسنی دوستون پر یہ راز عشق نہفتہ ظاہر — نہ کہنی کی آکر ملامت بہرا یا کسنی نہ بندسی سر

ہمین کہان تک جفای عالم رہین کہان تک شکستہ خاطر — بہت ستایا غم جدای کراب کہیں جلد کام آخر

کہ طعن و تشنیع ناصحان تو فزون ہی لوک سنالنی ہمکو

قرار کی جب تلک تہی طاقت شکیب کا جب تلک تہا یارا — سہین ہزارون جفای ہجران نہ آہ کہنچی نہ دم ہی مارا

براب تو خودداری اپنی دلکو ہوئی ہی ازبسکہ ناگوارا — دیار وحشت مین العزیز دہی لی لشانی نشان ہمارا

نہ ننگ سی کچہ رہا ہی مطلب نہ کام نام و نشان سی ہمکو

ہماری اشکو کی قطری تار رہوا مین موتی پرو گئی ہین — ہم اپنی ہنستا ہی ہولنی دلکی متاع طاقت کی کہو گئی ہین

اجل کی دولت لب فغان کش ہماری خاموش ہو گئی ہین — لحد مین رہنی دی چین سی تک ابہی تو رو رو کی سو گئی ہین

خدا سی ڈر ای فغان نہ بس جگا نہ خواب گران سی ہمکو

کبہی یہ میر ایام عیشی کوئی ہوس سی کر نا شکیبا — جو عشق بازی کا فن ہی آدمین ہی ضبط لازم دلی تمنا

ہزار افسوس آہ نادان کوئی بہی ایسا ہی کام کرتا ۔ بہون جو وقت جان پہنچی کہلا ہوش سب یہ راز تیرا

کیا نہ آگاہ تو نے پہلے اس اپنی درد ہنا لینی ہکو

تضمین غزل آغا تقی ترقی تخلص

آوارہ ساتہ پہرتے ہین ہر سو غبار کے ۔ قسمت کہان کہ زیب ہون فتراک یار کے

دشت وفا مین روبرو مجہہ دل فگار کے ۔ لیجائی ہی وہ روز نیا صید مار کے

لایق نہین ہین آہ مگر ہم شکار کی

ہمدم قتیل عشق ہوئین مجہسے دربکذر ۔ قسمت کہان کہ زیب ہون فتراک یار کے

نادان نہ پاچرا میرے لکہنے کی فکر کر ۔ ہرگز سمائی کا نہ میرا احوال لوح پر

دو چار سنگ ہوئین نہ تربت مزار کی

عنقا صفت سمجہا تہا مین سینہ چاک نید ۔ کرتے تہی انتظار مین مجکو ہلاک نیند

آئی نہ دیتا تہا یہ دل دردناک نیند ۔ ایک عمر بعد آئی ہی اب زیر خاک نیند

تربت پہ میری روئے نہ یار و پکار کے

ہوش و حواس دیکہی کہوتا ہی کون کون ۔ تخم جنون کو سینہ مین بوتا ہی کون کون

نشتر کو خون مین اپنی ڈبوتا ہی کون کون ۔ دیوانہ اپکی دیکہی ہوتا ہی کون کون

آئی ہین زور شور سی پہر دن بہار کے

ہی جیسی رنج ہجر کا دل پر میری گزند ۔ ہون دور کے نظارے سے جیتا مین دردمند

کرنا زیادہ اس سے نہ صدمہ میرا پسند ۔ روزن نہ کیجیو پہر خدا در کا اپنی بند

دیوار سے مین پہوٹونگا سر اپنا مار کی

چرچا ہی آج کل یہی ہر مرد و زن کے بیچ ۔ ہی گفتگو یہی فقط اہل سخن کے بیچ

کیا ہو وہ مے کش آئی اگر انجمن کے بیچ ۔ دیکہا جو چشم مست کو اوسکی چمن کے بیچ

نرگس کے آنکہہ جہکی ماری خمار کی

آئی ہیں کرکے طے غم و محنت کے منزلیں   وہ ہم نہیں کہ جی کی ہوں مشتاق محفلیں
یہاں غنچہ ہای خاطر آباد کیا کھلیں   باشندے ہم سے شہر کے کس طرح سے ملیں
اوجڑی ہوئی ہیں آہ ہم اپنے دیار کے

کیا باوفا ہوں دیکھ تو تو کر کے غور میں   سہتا ہوں تیرے واسطے کس کس کے جور میں
حیران ہوں کیا کروں تیرے سنے کا طور میں   اے گل سنا نہ تو نے میرا حال اور میں
سنتا ہوں تیرے واسطے طعنے ہزار کے

عبرت کے جاے اہل بصیرت کو یہ جہان   کیا کیا نہ انقلاب ہوا کرتے ہیں یہان
کل ہی کا ہے یہ ذکر کہ وحشت میں ناگہان   مدت کے بعد ہمکو جو لایا فلک وہان
طفلی سے رہنے والے تھے ہم جس دیار کے

ازبسکہ ایک عمر سے مشتاق وہاں کے تھے   جانا کہ لطف دیکھے باغ و بہار سے کے
اوس بوستان عیش میں ناگاہ غور سے   دیکھا عجب ہے رنگ کہ بس ہوش اوڑ گئے
کیونکر بھلا نہ روئے پھر ڈاڑھیں مار کے

جلتے ہیں ہر طرف چمنستان یا و دے   نے رونق چمن نہ بہار خجستہ ہے
نے وہ رہی نہ قلقل مینا نہ شور نے   جو گل زمین تھی آہ وہ پہنگ خرابہ ہے
ہیں جائے لالہ زار پڑے ڈھیر خار کے

ویران ہیں وہ مکان جہاں محفلیں رہیں   شبنم کا حوض و نہر کا جاگہ نشان نہیں
ہنستے تھے گل جہاں خلش خار ہے وہیں   نہ تو وہ عندلیبوں کی ہیں چہچہے کہیں
نہ غل ہیں قمریوں کے نہ شور آبشار کی

نہ بزم کا نشان ہے نہ ساقی کا نام ہے   نہ خشت خم نہ ریزۂ مینا و جام ہے
رونق نہ صحن کے ہے نہ وہ لطف بام ہے   کہتی جدھر نگاہ وہ ہو کا مقام ہے
خالی مکان پڑے ہیں ہر اک دوستدار کے

ودشتا

وہ آشنا ہمیشہ رہیں جنسے صحبتیں ؛ وہ دوست ایک عمر رہیں جنسے الفتیں
وہ لوگ جنسے روح کو ملتی ہیں راحتیں ؛ وہ یار جنسے رہتی ہیں دن رات صحبتیں
ملتے نہیں نشان کہیں اونکے مزار کے

بیدرد اہل دلسے عداوت ہی کیا ؛ عیشی کیطرح دیکھ نہ ہر ایک کو ستا
کہنے کو میرے مان نصیحت سے باز آ ؛ منع فغان نکر تو ترقی کو ناصحا
واقف نہیں ہیں عمسے تو اوس سوگوار کے

تضمین غزل ترقی

داغ ہی گل کیا بہار اوس غیرت گلشن پہ ہے ؛ کیا دمک ہی رنگ کے جو طعنہ زن کندن پہ ہے
ماہتابان کو بجا رشک اوس رخ روشن پہ ہے ؛ کیا شعاع حسن اوس خورشید رو کے تن پہ ہے
پرتوا سا نور کا جو ساری پیراہن پہ ہے

گور مجنون پر جو گذرا گل میں آشفتہ دماغ ؛ نے پر پروانہ تہا نہ شمع کے جلنے کا داغ
بر صدا یہ تہی کہ ہی بیاں فکر دنیا سے فراغ ؛ داغ دل روشن ہی یارا دن مثل چراغ
روشنی کے احتیاج اب کیا میری مدفن پہ ہے

آب خنجر دست دلبر سے اگر ملجائے تو ؛ شربت قند مکرر ہی شہید عشق کو
زندگی ہی تلخ مجہ بیمار غم کو دوستو ؛ قتل کے لذت کا کس مونہہ سے ادا ہی شکر ہو
حشر تک احسان قاتل کا میری گردن پہ ہے

آب کو ترسین گلوئے تشنہ ہیں گر میری ڈال ؛ میری تسکین آب تیغ یار بن ہو کیا محال -
اوسکی خنجر سے جگر بیکو نہ الفت ہی کمال ؛ دل مرا یون کہنچتا ہی تیر کے قاتل کے بہال
سنگ مقناطیس کے جیسے کشش آہن پہ ہے

کاہش عمسے ہوا ہون گرچہ مشت استخوان ؛ کیا عجب عاجز نوازی اوسکو کردی مہربان
صیدگاہ عشق میں ہرچند یا رو بیگمان ؛ جانتا ہون قابل فتراک ہیں لاغر کہان

چشم امید اپنی تو بھی اوس نگار افگن پہ ہے

کسکی تربت پر گذر تیرا ہوا ای نازنین — اسطرح کی گرد کچھ اسرار سی خالی نہین

یہ غبار راہ کا انداز دیکھا ہی کہین — جہاڑتے جتنا ہین اوتنہ کر بیٹھتی ہی پہر وہین

خاک کس حسرت بہری کی یہ تیری دامن پہ ہے

دوستو کیا اوس نگاہ مست کی تاثیر تھی — جس سی طاری ہوگئی ہی بیخودی لیسی بیخودی

سمجھی سنبل زلف جب آئی نظر اوس شوخ کی — جہانکنی مین چشم بیمار اوسکی جب دکہلائی دی

ہمنی جانا پہول نرگس کا دہرا روزن پہ ہے

دہیان مین ہی تیز اوسکی وہ مژہ تانکنی کی وقت — ڈھونڈتا ہی بس میرا جی وہ نظرہ تانکنی کی وقت

ہی میری آنکہون مین پہرتی وہ نظرہ تانکنی کی وقت — یاد آتی ہی تکیلی وہ نظرہ تانکنی کی وقت

اسلئی میری نظر جراح کی سوزن پہ ہے

ہی رضا تیری اگر موقوف میری قتل پر — مین بہی اپنی زندگی سی تنگ آیا ہون مگر

لوگ مجکو کیا کہین گی ہی یہی خوف و خطر — جرم کچہ ٹہرا لی قاتل پہر مجھے تو قتل کر

بیگناہی میری ثابت دوست اور دشمن پر ہے

می پرستی کی ہوئی رغبت جو چشم مست یار — شہر میخانہ بنا پیر مغان شیخ دیار

زلف کافر کیش کو اوسکی جو دیکھا ایکبار — ساکنان کعبہ نی کی بت پرستی اختیار

وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہے

تیری قتل عام سی ای بیمروت تند خو — چشم ہندوی فلک سی بہی ٹپکتا ہی لہو

کل ہی تیری تیغ جاری کر چکی ہی خون کی جو — دیکہی اب کس مسلمان کو کریگا قتل تو

آج غصہ کسطرح کافر تیری چتون پہ ہے

روی میری بیقراری دیکھکر جن و بشر — حال پر میری ہوا خون ترک گردون کا جگر

آفرین ای بیمروت مرحبا ای بیخبر — تو نی اکدن بہی نہ دیکہا جہانک کی اپنی بام پر

روز

روز اس کو چمن ہنگامہ میری شیون سے ہے

بیوفا کچھ یاد ہی تجکو سوای جور ہے ہے — حال پر میری نظر کر تو ذرا کر کے غور ہے
عشق کی نیرنگ سازی کا یہ دیکھا طور ہے — آتش دل سنگ سی سینہ مین بھڑکی اور ہے
اب تو آب چشم کو میری شرف دامن سے ہے

گل وہ توڑی صحن گلشن مین ہنسی جو ایکدم — شاخ وہ کاٹی جہان مرغان گلشن ہون بہم
آشیان کی خار و خس ہونگی یہ سر تا پا ستم — دست گلچین عندلیبو کیجی کیونکر قلم
اذیت نوچنکی ہاتھو لینی سدا گلشن سے ہے

جل بجھا عیشی تو پای سوزش غم سی امان — اپنی داغ دلکی سوزش کا کرون مین کیا بیان
برق ہو جس سی خجل گلخن کو وہ تاب کہان — ہی ترقی میری اس سینہ مین وہ آتش نہان
طعنہ زن جسکا شرر ہر شعلہ گلخن سے ہے

تضمین غزل ترقی

تا کی غم فراق مین صبر آزمای دل — اس رنج مین وفا کری کب تک وفای دل
آخر یہ دل ہی سنگ نہین ہی بجای دل — گر ایکشب بھی وصل کی لذت نہ پای دل
پہر مستی کس امید یہ کوئی لگای دل

طاقت ہی اپنی طاق نہ کیونکر کراہی — خون ہو گیا ہی دل میری جہاتی سراہی
ان بدمزاجیولسی کہان تک نباہی — ایک دل تجہی مدام ستانی کو چاہی
تیری لیی کہا لسی کوئی روز لای دل

دلکی سوال پر جو کہین مینی بتا کہا — اتنا کہ دل کہان ہی میری پاس ہو فا
آخر بہانہ کر کی فقط امتحان کا — پہلو کھلا اسنی چیرا جو دلکی لیی میرا
جز داغ حسرت اور نہ کچھ پتا لگا جای دل

گردش کی گرد باد نمط کب ہی خو ہمین — آوارہ کیون پہرای عبث جستجو ہمین

باتی ہین آپ مین وہ جو ہی آرزو ہین   ترغیب دی ہی کسلی کعبی کی تو ہین

زاہد خدا کا گہر نہین کوئی سوای دل

ناکام یہان شہید یہ کس چشم کا ہی دفن   یہ کون کشتہ نگہ دلربا ہے دفن

آشفتہ خاطر آہ یہان کون سا ہی دفن   اوسکی گلی مین کون یہ بیدل ہوائی فن

آواز متصل یہی آتی ہی ہای دل

سود و زیان مین اپنی نہ کرتا ہو فرق جو   اوسکو بجا ہی جو کہ ہی دیوانہ جو کہو

غور رفتہ سچ تو ہی کہ نہ اتنا کوئی بہی ہو   بہولا تمہاری یاد مین دنیا و دین کو

جو چاہو سو کرو کہ یہی ہی سزای دل

کیا حال دل کہون ہوی ولسی خطای محض   کی اپنی دل پہ آپہی مینی جفای محض

حسکو دیا دل آہ سمجہکر وفای محض   جیسی کہ ہو گیا ہی وہ ناآشنای محض

جز داغ سب سی کوئی نہین آشنای دل

وہ لوگ اس زمانہ مین ہین خوش نصیب کیا   پاتی ہین دل لگانی سیے جو دل کا مدعا

ہم خاکسار کیا کہین آہ اپنا ماجرا   اوس کو ہین جیسی بیٹہی ہین ہند نقش پا

رکہتا ہی سب سی خاک ہمین ہمکو ملای دل

کس کشمکش مین غمکی پہنسی آہ ناگہان   وہ لطف عیش وہ چین وہ تسلیان کہان

ہم دل لگا کی تنگ یہ آئی کہ بیگمان   لکہدیوین ہم تو خط غلامی اوسی بجان

جو عشق کی بلا سی ہمارا چہڑای دل

شادی و غم جہان مین سنا کرتی ہین ہم   جو ایکدم غمین ہی وہ دل شاد ایکدم

میری سی ہی نصیب کسیکی ہوئی ہین کم   اوترا نہ آکی یہان کوئی جز کاروان غم

ماتم سرا سی کم نہین یارو سرای دل

برباد ہمکو کیجئے پامال کیجئے   ہم مثل نقش پا ہین سے بیخودی بلے

جو جور کہ سہنیکی ہے سہے جو ستم کیے ۔ کو چہ سے اپنی ہمکو اوٹہا تا ہی کیلیے

بیٹھی ہین ہم جہان سی اپنا اوٹہائی دل

باقی ہی اب امید کسی زندگی کی جان ۔ الصاف کریہ رنج و غم اور آدمی کی جان

مرنیکا کچہہ نہ غم ہے نہ پروا ہی جی کی جان ۔ ظاہر ہی عشق مین نہین بچتی کسیکی جان

نادان ہی جو مرگ سے اپنا بچائی دل

بیک فغان نے آہ سنائی نہ کچہہ خبر ۔ باد صبا بہی حیف کہ لائی نہ کچہہ خبر

اوس گم شدہ کی ہم تلک آئی نہ کچہہ خبر ۔ اوسکی گلیمین جاتی ہی پائی نہ کچہہ خبر

مت پوچہو ہمنفسان ماجرائی دل

کیا ایسی ناتوان کی توقع بہلا رہے ۔ کیونکر نہ لاؤن حرف زبان پر مین پاکی

کہتی ہین آئی جالی اودہر کی کہ صبح سے ۔ دن بہر تو ایک خفیف سی آواز سنتی تہی

آتی نہین ہی رات سی لیکن صدائی دل

عیشی نکر تو عشق کی فکر محال دیکہہ ۔ دل دی نہ دلبر ونکو نہ لی یہہ وبال دیکہہ

نادان ہی جسے نہ لیں اسکا مآل دیکہہ ۔ کہتی ہین دردمند ترقی کا حال دیکہہ

یارب کبہو کسی پہ کسیکا نہ آئی دل

مثنوی در بیان عاشق شدن برہمن زادہ بزنی

در حمد باریتعالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زیب سر نامہ نام باری ہے ۔ دی جسنی دلوں کو بیقراری

وابستہ ہم کیا دلون کو ۔ بالبتہ غم کیا دلون کو

ہر سینہ کو داغ سے دیا ربط ۔ ہر داغ مین برق کو کیا ضبط

اشکون کو جگر کا رنگ بخشا ۔ آہو نکو اثر کا رنگ بخشا

دی ابر کو اوسنے بیقراری | سیماب کو بخشی بیقراری
کی کنگر عرش تک رسا آہ | دی تا بقبول توبہ کو راہ
غم شعلہ مشتعل بنایا | آتشکدہ اوسکا دل بنایا
عشاق کو سوز درد بخشا | گلگونہ رنگ زرد بخشا
آرایش سینہ کی صفا سے | پیرایش عشق کی وفا سے
بخشا غم عشق نیک و بد کو | پامال جنون کیا خرد کو
دی درد کو لذت دوا رنگ | خونین مژہ کو عطا کی رنگ
آئینہ ہم کیا دلون کو | گنجینہ غم کیا دلون کو
چشم مژہ خون طراز اوسے | دل آئینہ دار راز اوسے
وارفتگی ایک کو عطا کے | آشفتگی ایک کو عطا کے
آباد کیا خرابہ دہر | آئینہ رخو نسے شہر در شہر
جہرے سے اوڑایا لالہ فر سنگ | حیرت زدگان عشق کا رنگ
ہر سر کو عطا کیا نیا شور | زنجیر گسل جنون کو زور
جس رنگ کو دیکھی کما ہے | یہ جلوہ قدرت الٰہی

در نعت و منقبت

شایان درود بیحد و عد | محمود جہانیان محمد
وہ بیخود جلوۂ خدائی | وہ عاشق ذات کبریائی
وہ زیب نگار خانہ دہر | وہ رونق کار خانہ دہر
وہ واقف سر عالم غیب | وہ مجمع حسن و عشق لاریب
وہ شاہ کہ جسکی آستان کا | سر محو سجود راستان کا
ہمتا ہین کوئی اوسکا مطلق | جز ذات وصی پاک بر حق

شایان

شایستۂ صد ہزار تسلیم : بالبتہ گونہ گونہ تعظیم :

شیرازۂ نسخہ ہدایت دیباچہ دفتر ولایت

علام سرایر و خفایا شاہنشہی ہادی البرایا

سایے حب مراد عالم نای لعب سیے علی اعظم

شعل نہ منزل طریقت آینہ پرتو سے حقیقت

در صفت عشق

سرمایہ سوز و ساز ہی عشق نیرنگ نیاز و ناز ہی عشق

ہے عشق سی داغ داغ لالہ یہ ہے عشق اثر طراز نالہ

سیے نیش کری یہ سینہ کاوے دی نوک مژہ کو خون تراوے

بی جرم گنہ بخون بلبل آلودہ کری یہ دامن گل

افکار کری لسحر و نیرنگ یہ نشتر موم سی رگ سنگ

یہ آتش عشق بے زبانہ بل مارتی پھونکدی زمانہ

بی می کری تر ہزار دامن بی برق جلائی لاکھ خرمن

رکھائی دل سنگستان بر سیلے نوک مژہ سی کار نشتر

پیچ و خم زلف کو کری دام لے خال سیے رخ کی دانہ کا کام

خون بار کری رگ زبان کو تاثیر کا رنگ دی فغان کو

کروی رگ ابر کو شرر ریز لے آب سیے کار آتش تیز

لے شعلہ جلائی کوکب بخت سے فتنے ین جلائی تاج اور تخت

کھیچے رگ مردہ سی بافسون دریا دریا یہ لے سبب خون

بی شعلہ ہر استخوان جلاوے خون رگ مین شرارہ کر دکھاوے

یہ صاحب تاج بے کلاہے بی فوج کری جہان کی شاہے

بی دام کری ہزار جان صید | بی جرم کری ہزار دل قید
کرتا ہے بصد فریب و تزویر | بہرام کو بے کمند تسخیر
شیرین کو یہ بخشتی تلخ کامی | یوسف سی یہ لے خط غلامی
افتادہ کیے اوسکی سرفرازی | تخت شہی اسکا خاک بازی
بی مایہ گی اسکا ساز و مایہ | بی پایگی اسکا تخت و پایہ
فرزانگی اسکی وحشت دل | دیوانگی اسکی عقل کامل
دی دلکو لبسحر دلسی پیوند | بی قفل کری ہزار دربند
یہ فتنہ طراز عربدہ ساز | افشا کری لاکہ پردہ بین راز
عشق اپنا اگر ہنر دکہاوے | جو چاہی سو پل مین کر دکہاوے

شروع داستان

ای ساقی ناز مست بیہوش | بہر جام مین آب آتشین جوش
دل تنگ ہون انتظار تا کے | لا شیشہ ساتکین پیالے
تا نوک قلم کرون شرر ریز | لکہون کوئی داستان اثر ریز
ایک شہر مین ایک برہمن زاد | تہا کافر عشق فتنہ بنیاد
تہا گرچہ وہ باغ حسن کا گل | پر دل نی کیا تہا اوسکو بلبل
گرتا تہا وہ رشک سرو شمشاد | قمری کی طرح مدام فریاد
تہا شعلہ عشق پای تا فرق | تہی سینہ مین جای دل نہان برق
سر کاسہ بادۂ جنون تہا | دل غنچہ باغ جوش خون تہا
کرتا غم عشق سے جگر خون | رہتا تہا مدام زار و محزون
ہرچند وہ رشک بوستان تہا | پر والہ حسن گلرخان تہا
گر شعلہ خو کو دیکہتا جمع | جلتا الغرض دلسی صورت شمع

بطاقت

بیطاقت و بیقرار رہتا — دل بر صدمات عشق سہتا

مرتا تب دلکی کا ہنسو لینے — کہتا تا غم عشق خواہشو لیسے

انداز وفا بہتا اوسکی خو مین — تہا آب محبت اوسکی جو مین

خون نابہ دل مین غرق و غلطان — رہتا تہ تیغ ناز خوبان

دل غم نی کیا تہا ایکہ خون ناب — تہا اشک صراحی مئی ناب

غم ہی کی وہ کار و کشت مین تہا — غم اوسکی فقط سرشت مین تہا

القصہ کہ وہ وحید عالم — ایک صورت درد تہا مجسم

ہر زلف کا تہا اگرچہ مایل — پر دی نہ جکا تہا وہ کہین دل

تہا عشق کا گرچہ گرم بازار — وہ جنس وفا تہا بیخریدار

ایک دن قلق و دلستنی ناگاہ — اوتہا تہ ولسی کہنچتا آہ

لرزان وہ بشکل مہر روشن — آیا لب سیر کوئی بر زن

کوچہ مین بہت بہرا تہا ییہے — مانند نسیم صبحکا ییہے

دلکی ہوی کم نہ بیقراری — جہوڑی نہ مژہ نی اشکباری

ہر داغ جگر رہا سراپا — کافور ہوا نہ پر ہپیا

دل پر رہا زخم خنجر غم — لی پنبہ ملا کہین نہ مرہم

سوز تپش درون نی گہیرا — دریا کی طرف قلق نی پہیرا

آیا لب جو بدیدۂ تر — مانند سحاب زار و مضطر

تہرا کوئی دم بروی ساحل — لیکن ہوئی کم نہ گریۂ دل

اٹہا غم دورو نوج درفوج — بہنکا کیا سر بصورت موج

بیساختہ غمسی دل بہر آیا — سہجے سرو ہوا سے کسن سنایا

وحشت کی عیان ہوی نئی طور — پہرنی لگین آنی اوریہی اور

رو رو کے کیا بجان محزون ہر جام حباب اوسنی پر خون

دم مثل حباب رک گیا جب افسردہ دل آہ و نالہ بر لب

پڑھتا یہ غزل وہ عاشقانہ بیہوش چلا بسوے خانہ

غزل

دل اسکا یہ ضعیف و ناتوان ہے تن پر میرے جان بھی گران ہے

جنبش سے نفس کے ہر نفس یہان اب سینہ مین کاوش سنان ہے

ہی جی کی وبال زندگانی تو ابتلک ای اجل کہان ہے

ہر دیدہ نم مین جوش یم ہی ہر نالہ دل شرر فشان ہے

کیا جانیے داغ عشق کیا ہی سینہ مین ایک اگ سی نہان ہے

جل گیکی بسی قرار و آرام ایک دم ہی سو دمکا مہمان ہے

افسانہ سوز و ساز ہستی
گر سنیے تو گرم داستان ہے

القصہ وہ مست بادہ عشق : صبر و دل و ہوش دادہ عشق

ایک کوچہ مین ناگہان جو آیا اوسپر یہ بلا سپہر لایا

ایک حور وش آگئی مقابل خورشید لقا پری شمائل

تھے شعلہ حسن پای تا فرق رشک مہ و مہر غیرت برق

سرتا پا جلوہ سر بسر ناز کامل خوبی تمام انداز

ہم جلوہ شعلہ سر طور ہم چشم غزال چشم بد دور

داغ دل لالہ خال رخ گل قامت شمشاد بال سنبل

آشوب جہان خرام مستی قد سرو چمن طراز ہستی

وہ جعد سیاہ مار پیچان : وزدیدہ نگاہ دشمن جان

سیمین ذقن و کشیدہ ابرو — غنچہ دہن و کمند گیسو ؛

رفتار پیام ناشکیبے — گفتار فسون دل فریبے

انداز و ادا خرام و حرکات — آشوب فنا و فتنۂ آفات

غمزہ ستم اور عشوہ قاتل — مژگان سیاہ آفت دل ؛

تہا لبکہ یہ عشق کا مخمر — پہلے ہی نگاہ مین گیا مر

کھویا ہی شکیب و صبر فی الفور — سے پل مین ہوا کچھ اور کا اور

دل پاک گداز ہو گیا خون — قطرے ہوئی اشک کی شفق گون

لی ننگ رہا نہ نام کا پاس — چھایا غم و درد حسرت و یاس

چہرے کو ملا طراز زردی — پہنچا ہی بہم نفس نے سردی

باندھا صبر و شکیب نے رخت — آنے لگی دلکی تا مژہ لخت ؛

دامن ہم چشم سے ہوا تر — رخسار کے رنگ کو ملی ہر

بیصبر و شکیب ہو گیا دل — گھبرا و رہا اوسے نہ منزل

سے تھے گرم رو اپنی راہ وہ ماہ — ہمراہ ہوا یہ کہنچتا آہ

آگئی وہ نہال قد کشیدہ — پیچھے یہ گل خزان رسیدہ

گھر مین گئی اپنے وہ پری وش — در پر یہ کھڑا رہا فغان کش

وہ بیخبر اسکی حال دل سے — یہ جان برلب ملال دل سے

دل زندگی عزیز سے سیر — کہنچا کیا انتظار تا دیر

کی آہ نے تا فلک رسائے — پر تا در خانہ وہ نہ آئے

تہا بنی ہوئی ناتہ سی جگر کو — مایوس پہرا یہ اپنی گھر کو

سے تھے دلکی و تپش جو ہر قدم پر — طے کی رہ خانہ اوسنی مر مر

فرش غم و درد بر گرا زار — ہم سینہ کباب و ہم دل افگار

اوڑ نے لگے آہ کے شرارے — نزکالسی گری عقیق بارنے

خون غم نے کیا زلبس دل تنگ — بردی ہوی چشم نم کے کلرنگ

اشک آینہ دار ارغوان تہا — رخ غیرت رنگ زعفران تہا

گہ ضعف نے خاک پر بٹہا یا — بیتابی دل نے گاہ اوٹہا یا

شورش نے جنونکی سر مین جاکے — اوڑنے لگین وہجیان قبا کے

تن گرمئے عشق نے جلا یا — اخلاط نی احتراق پا یا

بیٹا قیتیون نے دلکو گہیرا — موہنہ تاب توان نے صاف پہیرا

سر رشتہ صبر و ہوش توٹا — آسائش دل کا ساتہ چہوٹا

بیساختہ جام چشم چہلکا — رخ پر مژہ سی سرشک ڈہلکا

اندوہ نی کردیا جگر خون — حالت ہوی قلب کی دگرگون

سینہ مین لگی ایک آگ جلنے — خونابہ دل لگا اوبلنے

احوال تغیر ہر نفس تھا — گہر اوسکی نگاہ مین قفس تھا

ساعت جو کٹی کٹے الم مین — گذری جو گہڑی سو درد و غم مین

لب تک کئی بار جان آئے — مرضی نہ مگر قضا کی پائے

جیتا تو رہا بحال مضطر — پر مرگ سی لاکہ بار بدتر

پہلو کی ہر ایک استخوان کا — تہا مرتبہ خنجر و سنان کا

خونابہ دلین لبسمل آسا — کروٹ کروٹ رہا تڑپتا

سیتے تہے لبکہ وبال زندگانی — تہا وہ کلہ من سخت جانی

اولجہا کبہی طالع زبون سے — بختا کبہی بخت واژگون سے

ہر قطرۂ خون ہوا شرارہ — دل صورت غنچہ پارہ پارہ

کہ نشتر غم نے لبکہ کاوش — دریا ہوی چشم کی تراوش

نالو لسی دہن پر آبلہ تھا	لب پر دل و چشم کا گلہ تھا
کرتا کبھی عشق کی شکایت	کہتا کبھی حسن کی حکایت
با حالت یاس آہ کرتا	روز روشن سیاہ کرتا
روتا کبھی بیکسی کا ہشون پر	ہنستا کبھی دل کی خواہشون پر
کیے بادۂ عشق نی جو مستے	بت یاو رہا نہ بت پرستے
موہنہ دیر و وطن سی تھا موڑا	زنار کا تار تار توڑا
گذرا غرض اضطراب مین روز	شام آئی لی جہان جہان سوز
تاریک شب اور یہ نو گرفتار	تنہائی و رنج و دوری یار
اول شب عشق عافیت گاہ	مشتاق دل اور فراق دلخواہ
تنہا جان اور ہزار اندوہ	دل کاہ و غم فراق صد کوہ
غم دشمن جان زمانہ طناز	دل کام طلب سپہر ناساز
کرتا تھا قلق جو سینہ کاوی	کی نوک زبان سی خون تراوی
کاہی گردش چرخ فتنہ پرداز	تا صبح رہین سوز سی کرون ساز
آئی غم دلسی جان لب تک	بیرحمی و دشمنی یہ کب تک
مین خستہ تن اور یہ درد جانکاہ	مین جان بلب اور یہ قلق آہ
نی کوئی رفیق ہی نہ ہمدم	نی جنبہ داغ ہی نہ مرہم
انبوہ جفا ہی فوج در فوج	طوفان بلا ہی موج در موج
او تنہائی دہوان میری جگر سی	گذرا ہم جوش شک سر سی
دل خستہ ہون طالع دژم کا	ہی سینہ پہ ایک پہاڑ غم کا
مین اور یہ بلائی ناگہانی	دشوار ہوئی ہی زندگانی
اکتا کی تن مین جان ناشاد	ای حسرت و یاس داد و بیداد

بار غم سے ستوہ ہوں میں — ایک کاہ بزیر کوہ ہوں میں

باندھے ہے جنوں و درد نے صف — بیتابی دل ہے تیغ در کف

طاقت نہیں جان مضمحل میں — اک آگ سی لگ رہی ہے دل میں

کھینچی میری تو نے قتل پر سیف — ای کوکب بخت حیف صد حیف

ہے صورت نخل بی سراپا — مصروف فغاں یہ جسم میرا

ہے سوز سے میرے سنگ آگہ — آتش ہے رگوں میں خون کی جاگہ

ہر آن فزوں سے جوشش خوں ہائے — ہر دم قلق نہاں فزوں ہے

تا چند سہوں غم جدائی — ای گردش چرخ یہ برائی

سینہ میں ہے میری آتش تاؤ — پہلو میں ہے نشتر جگر کاؤ

ای کوکب بخت واژگوں آہ — وی اختر طالع زبوں آہ

ای داغ جگر کباب تا چند — وی اختر بخت خواب تا چند

ایک سینہ ہے اور داغ لاکھوں — ایک کنج غم اور چراغ لاکھوں

تا چند کروں شمار انجم — کنجے در صبح کیا ہوئی گم

کٹتی ہے نہیں کسیطرح شب : — دل تنگ ہوں سخت آہ یارب

قصہ کہیں غم کا مختصر ہو — یا موت ہی آئے یا سحر ہو

شب شمع نمط غم میں بسر کی — سو سوز و گداز سے سحر کی

اسکا تو رہا یہ حال درہم : — واں وہ بت دلفریب عالم

تاثیر سے عشق کے تھی مدہوش — نے دل ہی بجا تھا اوسکا نے ہوش

بیساختہ لگی جگر کو آتش — رہنے لگی خود بخود مشوش :

دل پر جو کہتا سے غم کی چھائی — آنکھیں لگیں رہنے ڈبڈبائی

مجروح ہوا دل ہوس خیز — دیکھی نہ سناں نہ خنجر تیز

شعلہ ہی نہ دیکھا نے شرارہ اور بخت کا جل گیا ستارہ
پیدا کی دلہنی بجوا سے چہرہ پہ چہا گئی اوداسے
حیران کہ شگرف ماجرا ہے مضطر کہ محال کار گیا ہے
الفت ہوی داغ کو جگر سی جی صاف ہوا اوچات گہر سی
آنی لگی بار بار در پر رونے لگی زار زار در پر
غافل کہ یہ عشق کا فسون ہے نے وحشت دل ہی نے جنون ہے
١٥٠ اس نغمہ نے کا او ہی ساز ہے اور ہی تار کی یہ آواز
گذرا وہ قلق مین روز او شب صبح دگر آہ و نالہ بر لب
لرزان لرزان بسان خورشید آئی در خانہ بر بامید
شاید کہ یہ نسیم دلکشا ہو عقدہ کسطرح غم کا وا ہو
وحشت سی چہار سو نظر تھی بیگانہ و خود سی بیخبر تھی
یہان تہی یہ فریب خوردہ عشق وہان دردل و ہوش بردہ عشق
بستر سی بحال زار اوٹھا بیطاقت و بیقرار اوٹھا
کہنچا اوسی دل نے سوی جانان آیا پی طوف کوی جانان
انکہین ہوئین جان بین سی چار دو دل ہوی خونناب یکبار
دونو کو ہوی جو بیقراری آنسو ہوی ہر مژہ سی جاری
بس عشق نے کر دیا یہ نیرنگ نیلوفر و آفتاب یک رنگ
جی کو ہوی جا بین کی لاگ پروانہ و شمع بین ہی ایک لاگ
دو دل ہوی داغ غمسی گلخن ایک برق نے دو جلائی خرمن
تہا شعلہ عشق لبکہ سرکش دو گہر مین لگای ایک آتش
معشوق کو عشق کا ہوا ذوق قمری کا سرو کو ملا طوق

ایک رنگ خزان تہا دو گلو پر | دو باغین آئی ایک صرصر
یکسان تہی دونکو بیقراری | تہا دونومین فرق اعتباری
ہرچند دونوں تہا بہرا جوش | پر شعلہ منتظر رہی وہ خاموش
اغیار کا جا بجا ڈر تہا | چشم بد چرخ کا خطر تہا
انکہون نے کیا فساد برپا | نظرون مین ہوا دونون کا سودا
ہی در پی عشق لیکہ آفات | ٹہری اسی طور کی ملاقات
لی وصل نہ صحبتین نہ گفتار | سیتی تہے ایک نگاہ کی گنہ کار
دیتا کبہی گر زمانہ فرصت | رو لیتی وہ ہار کر بحسرت
کرتی تہی بصد بہانہ سازی | مجبور نہفتہ عشقبازی
جلتی تہی صدا بجان رنجور | پروانہ و شمع دور رہی ہر
پر یہ بہی اونہین نہ راس آیا | اتنا بہی سپہر کو نہ بہایا
یہ پیر فلک ہے ایک غماز | رکتا ہی کسیکا کب نہان راز
سوجہی اسی تازہ حیلہ سازی | کی اور ہی اسنی حقہ بازی
* ور پردہ بجان آرزومند | رکہتی تہی وہ راز عشق ہرچند
لیکن نہ چہپی رہی یہ آتش : | آخر کو ہوا ہی شعلہ سرکش
یہ راز نہان ہوا فسانہ | یہ درد درون ہوا ترانہ
پہچانی گئی رخو کی زردی | مشہور ہوئی نفس کی سیردی
اس شیشہ راز پر گرا سنگ | یہ نغمہ ہوا بلند آہنگ :
مشہور ہوئی یہ داستان جب | دشمن طرفین کی ہوئی سب
سمجہا اونہین مدکر جو مفتون | بیجرم ہوا وہ تشنہ خون
رہنی لگی باہزار اکراہ | پردہ مین نہان وہ غیرت ماہ

دودکہت

وو سمت سی تہی جو جکی آمد | فرقت کا ہوا غم اونکو بیحد
بیچین ہوا ہر ایک کا دل | جینا ہوا جانین مشکل
مخصوص صرع عاشق بلاکش | وو دو شعلہ تہا مشوش
تہا اسکہ ہجوم اشک بیتاب | ہر دیدۂ تر تہا کان سیماب
خون جگری نی جوش کہایا | وحشت نی مزاج کو ستایا
نی یار سی تہا کوئی نہ یارا | خواب اور خورش تہی ناگوارا
بیچین تعلق سی دلکی ہو کر | آتا سوئی کوئی دوست مضطر
دیوانہ نمط ہوا سی بکتا | سر سنگ سی جا بجا پٹکتا
گہہ دیکہکی جلوہ گاہ جانان | روتا تہا لسان ابر نیسان
کرتا وہ لطف کی نگاہین | بہرتا کبہی اشک برق آہین
یاد اوس کی گفتگو جو آتی | آئی ہوئی یاد بہول جاتی
معشوق کا لطف و مہربانی | لاریب کہ ہی بلای جانی
معشوق کی مہر کی نگاہین | عاشق سی وہی کرین جو چاہین
معشوق کی چشم ناز پرورد | سن عاشق زار کا غم و درد
نم قطرۂ اشک سی اگر ہو | ایک قطرۂ خون بیان جگر ہو
مرغوب ہی گو جفای معشوق | بر قہر ہی لطفہای معشوق
وہ خوگری مہربانی یار | بند غم ہجر کا گرفتار
جیتا تہا بحال یاس و تنگ | وہ زیست کہ ہو جو مرگ کا ننگ
احباب و رفیق و آشنا یار | تہی درد و جفاؤ آزار
مادر پدر و عزیز و ہمدرد | تہا سب سی نصیب رنج و غم درد
ہر لب پہ اوسیکا ماجرا تہا | ایک حشر سا ہر طرف بپا تہا

تھی ورد سے عشق کے جو آگاہ — کرتے تھے وہ رحم گاہ بیگاہ

سمجھاتے رہے عزیز و ہمدم — سوزش ہوئی پر نہ عشق کی کم

تھا اسکو ہجوم جوشش خون — وحشت ہوئی روز روز افزون

وعظ و سخن نصیحت و پند — زنہار ہوئی نہ فایدہ مند

ٹھہری یہ مآل کار تدبیر — بس کیجئے اسکو پا بزنجیر

آخر اوسی عشق نے نا جنون — پابند کیا لسان مجنون

نظارۂ کوئی یار چھوٹا — اوس کا ہر ایک کوہ ٹوٹا

کاہیدہ ہوا غم تن زار — دل ضعف سے ہو گیا گران بار

ناساز ہوئی جو زندگانے — بیمار نے اپنی موت ٹھانے

تھا فتنۂ عشق در پے جان — آمادہ ہوا اجل کا سامان

آئی پے مرگ تیغ اور نطع — امید حیات کی ہوئی قطع

دلمیں یہ پاس آرزو تھے — لب پر یہ درد گفتگو تھی

کای باد صبا بمرگ عشاق — دو حرف بنام جان مشتاق

کہہ اوس بت دلفریب سے جا — کای حور لقائی ماہ سیما

مینے جو لیا تھا عشق کا نام — اوسکا تو ہوا اخیر انجام

اب پاس وفا ہے اور تو ہے — اسکی تیری ہاتھ آبرو ہے

تا سلسلہ حیات توڑا — جانا لسی جو تھا جہان چھوڑا

خویشان و قبیلہ اور احباب — تھے شکل حباب چشم پر آب

ما باپ نزار اور مضطر — تھے مثل نسیم خاک برسر

گو انپر ایک آسمان ٹوٹا — وہ کشمکش بلا سے چھوٹا

انکا ہوا گریہ گلوگیر — پر پاؤں کی اوسکی اوتری زنجیر

ہرچند بہسی یہ قید غم مین | آزاد گیا وہ بر عدم مین
اوتہا غم وصل و فکر ہجران | امید رہے اسی نہ حرمان
تہا لبکہ جو یہ آتش تیز | ہر نوک زبان ہوی شرر ریز
اوس شعلہ شمع حسن کو ہے | پروانہ کی مرگ کی خبر ہے
بستر سے وہ گرم اوٹہی منوش | مانند سپند روی آتش
لی اہل و عیال سے اجازت | باعجز و لبصد ہزار منت
لب بر دم گرم آسمان سوز | پہلو مین شرار داغ جان سوز
آی سر نعش کشتۂ غم | وہ سرو روان نخل ماتم
افراط حجاب قفل لب تہا | ضبط نفس اوسکو ہی غضب تہا
سینہ مین جو بہڑکی ایک آتش | خوناب ہوا دل بلاکش
کی گرچہ یہ جیب چاک بیباک | بر سینہ ہوا ہزار جا چاک
نم اشک سی کی یہ چشم حیران | دل خون ہین ناولی کی غلطان
آئینہ نمط وہ آفت ہوش | سیتہی پاس حیا سی لبکہ خاموش
سیتہی دلمین بہری ہزار دریا | قطرہ نہ مگر مژہ سے ٹپکا
تہا قلزم خون جگر مین موجود | پر چشم نکر سکی نم آلود
حسبطور سے مقتضی ہوا دین | کیا اوسکی اوسی نمط سی تکفین
تجویز بڑا ہہ سے چندن | آمادہ ہوا ہزار خرمن
دی آہ شررفشا نسی آتش | شعلہ ہوی ہر طرف سی سرکش
وہ آگ ہوی زبانہ افروز | اوس آتش مردہ کو لبصد سوز
رکہا جو بروی شعلہ یکبار | آتش ہی ہوی اور گرم بازار
شعلی اوٹہی جسم مضمحل سے | آتش جلی اوسکی داغ دل سے

معدن ہوا آگ کا دل تنگ　　شعلہ تھی رگوں میں صورت سنگ

پیچ و خم دود اور وہ تن تھا　　تھا مار سیاہ و شاخ چندن

یہ سوز دروں نے دن دکھایا　　آخر اوسی آگ میں جلایا

جلتا تھا ادہر وہ شعلہ پرجوش　　یہ شعلہ پرست ادہر کو خاموش

بیٹھے با دل صد ہزار پارہ　　آتش زن دامن نظارہ

تاثیر تھی عشق کی فسون کار　　دی سینہ میں اسکی آگ یکبار

خود آگ میں آپنے وہ دل آرا　　لپر جلنی لگی چنار اسا

شعلہ ہوا بلا شرارہ موجود　　نی آگ ہی بھڑکی نہ اوٹھا دود

جان آتش سینہ نے جلا دی　　اجزا ہوی جسم کی رماد ی

ناخن سی قدم کی لیکی تا سر　　اعضا ہوی مثل خاک جلکر

نیرنگ یہ عشق نے دکھایا　　دونوں کو اک آگ میں جلایا

جب وہ لسنی ہوی لبوی خانہ　　وارث طرفین کی روانہ

آئی بجوڑ اہل ماتم درد　　کی اوسکی تلاش با دم سرد

دیکھا تو نہ جسم تھا نہ جان تھی　　خاکستر مثل استخوان سی تھی

ارباب بصیرت آئینہ سان　　نیرنگ میں عشق کی تھی حیران

غیبی یہ دراز داستان چھوڑ　　خاموش ہو عشق کا بیان چھوڑ

یہ ہے کام میں اپنے عشق فائق　　معشوق کو کر دکھای عاشق

گر عشق دکھای اپنی بازی　　محمود کیا کری ایاز یے

لی رنگ شکستہ رخ گل　　دیتا ہی یہ خون بہای بلبل

پروانہ کا پر اگر جلا دے　　یہ شمع کو خاک کر دکھا دے

آ وقت صبوح ہی یہ ساقی　　بھر جام میں صاف درد باقی

براد

لب آب عقیق گون سی تر کر — کو نین سی مجکو بی خبر کر

مثنوی دیگر در ہجو بقال با وجودیکہ از بندہ گفتہ بودند کہ این را در دیوان نباید نوشت
فقیر ہرچہ از رطب و یابس یافتہ درین کلیات نوشتہ شد

رواج جنس کاسد کیون نہوویگا — ہی بقال فلک کی ہاتہ میزان

سر بازار یہ وہ جنس لاوی — دغا ہی مشتری لس جسی پاوی

سراسر بختبازی سمجھین مردم — اگر یہ جو بہی دی دکہلا کی گندم

ملی جسجا یہ کہولی اپنی دوکان — خریدارونکو جای جنس نقصان

دغل بازی سمجہتا ہے یہ بہبود — زیان خلق اسکا ہی مگر سود

نہ مانی ہیر کو اپنی یہ بد خو — نہ تولی جز دغا اسکی ترازو

حصول اس بمروت سی زیان ہو — بجای نقد زر گر لفت جان ہو

غرض یہ کافر بدکیش ہرچند — ہی اپنی کام مین بمثل و مانند

دغا بازی ہوی ہی اس سی ایجاد — مکر ہی نند رام اسکا ہی استاد

زبس ہی جہوت سی اسکو سروکار — ترازو اوسکی ہی میزان اشعار

شعار بد دروغ اوسکا ہوا ہے — سخن سنجو نبرا ب کذب افترا ہے

ہین اوس کافر کی کیا کیا کجہ کہون ننگ — کہانی تول ناہت اور کہا پاسنگ

ہے اوسکی دست چالاکی سی ٹرتا — گدہی کی گوند مین دہوکا منو لگتا

جو آٹا دال اوسکی گہر سی لیجای — عوض کہانکی وہ بیشک دغا کہای

کبہون دوکان پر دیکہی یہ کبکی — بدن کو گہن لگی کہانی سی جسکی

دغا دی مفلسون کو جب یہ بدکار — کہین اسکی نہ ای مظلوم آزار

بڑی سرکار مین کر حیلہ سازی — غریبون نی نہین لازم یہ بازی

تو کتنا ہی کمہا اکل کسی ہے — سدا آٹی کی ساتہی گہن لگی ہے

الٰہی ہو کے یہ بیکار و حیران | کرے اس کو تپی کے اوس کو تپی مین دہان
نمک مین ایک برای نام لذت | سخن مین جیسے کہنی کو ملاحت
کدی دو کان کا اوسکی یون بکہیر | خراش دل لبان شور محشر
خریدار و نکو وے اسطور کا گہی | کہ جکی بوسے آوے نا کمین جی
مصیبت اور یہ اوسپہ عجایب | کہ آوتا چہونکمین ڈونڈی کے غایب
برنگ شعلہ ہو کتنا ہی روغن | ہنوا اوتو دہ پر جا نول کا دامن
اگر دے جوش کوئی اوسکو دو چار | تو ہون یون درد پر قطرہ نمودار
کرے جسکو تصور چشم روشن | کرے ہے جلاب ہر بادام روغن
ملامت ایک قطرہ آب کا ہے | وہ سرسے پاؤن تک چکنا کہڑا ہے
موافق پر یہ اوسے آسمان ہے | کہ رکتا گہی مین پا جون اوکلتا ہے
نہ دے اپنے پدر کو وہ کبھی تیل | کہ ہو جسمین نہ آدہا پانی کا میل
جلاوین شام سے اوس تیلکو گر | دہوان اوٹہا کرے تا صبح محشر
کوئی سو طرحسے گر سر کہپاوے | یہ کیا ممکن کہ شعلہ سر اوٹہاوے
نہ روشن ہو کبھی اوسے شب تار | جلے جاے چراغ آخر خریدار
اگر ہو جور تو سب گرد تاڑے | وہ سبکو لوٹتا ہے دن دہاڑے
ترازو ہاتہ مین ہے تیغ قاتل | بجاے سنگ ہے بیرحم کا دل
دغاباز یکا اوسکے دیکہکر ڈہنگ | ہین ملتے دست افسوس آسیا سنگ
کرے شامت زدہ جو اوسے بیوار | تو وقت فیصلہ ہے اوسکی گفتار
غلط بہوت افترا بہتان سراپا | بہر ایسر رام جی ہین اور گنگا
بہی نہ دیکہکر جسکو کہے عقل | ہے اوسکی نامۂ اعمال کے نقل
مگر قسمت کچہ ایسی بن رہی ہے | کہ گنگا کا تٹ کے نیچے بہی ہے

خریدار پنیر

خریداروں نے جو کرتا ہی لیکھا — سنا کانوں نے لی آنکھوں نے دیکھا

مروت کا نہیں کچھ آنکھ مین میل — بلتو ہمین نام کو اوسکی نہین تیل

ہی وہ دیوالیا مکار لیلوٹ — کہ اوسکی توندی ہی ایک چھونکی پوٹ

لگاوی سرخ ٹیکا جب جبین پر — کہی فکر رسا ای نکتہ پرور

کسی مفلس کا خون اشتہا ہی — کہ اس بی رحم کی سر پر چڑہا ہی

بدنکی قطع دیکھو تو یہ معقول — کہ جتنا عرض ہی وتنا ہی ہی طول

دم گفتار یہ اوآز کا حال — بگہاری کوی جیسی مانگی دال

بیان اوسکی معیشت کی کروں ڈہنگ — جسی رہجای یا سنکر سامعہ دنگ

بہرا ہو لیک نعمت سی اگر گہر — کری کمبخت یہ فاقہ مکرر

ہی اپنی پیٹ بہر کہانا اوسی جبر — بڑی کانس اسکی پیٹ کا صبر

شکم خالی رہات آتا ہی اور آنت — ہوی بہو کو نکی ماری سو کہکر تانت

زن اوسکی گر بگہاری دال گئی سی — برنگ آسیا یہ دانت پیسی

وہ آفت اوسکی سر پر یہ دی لای — کہ بس اوسکو چھٹی کا دودہ یاد آی

تمت تمام شد

این ہجاہ و سہ شعر دو پرچہ از خط طالب علیخان در ردیات کہ یکی از برادرانش بدست پنساری فروختہ بود بندہ بمجرد شنیدن از پنساری گرفتہ و از آن بر آوردہ بود کہ درین کلیات برای یادگار نوشتہ شد سنہ ۱۲۴۲ ہجری نبوی

[illegible]

تمت تمام شد سنہ ۱۲۱

مرثیہ در احوال حضرت عباس علیؑ

آج ہے ابن علی دنیا میں مہمان رات بہر　　شمع ساں جلتی ہے چشم اہلبیت گریان رات بہر
روح اقدس کو بدن ہی کنج زندان رات بہر　　خیمہ عالی میں ہے محشر کا سامان رات بہر
صبحدم وہ نو گل احمد گلا کٹوائیگا
مثل شبنم رنگ جان رخسار سی اوڑ جائگا

صاحب تسنیم پر جنگل میں قحط آب ہے　　مثل آب گوہر شہوار کے نایاب ہے
صورت سیماب دل ہر ایک کا بیتاب ہے　　چار سو آمادہ شہ کی مرگ کا اسباب ہے
یاس دل پر چھا گئی یکسر تمنا فوت ہے
انتظار مرگ آج اوسکو بجز الموت ہے

شہ کی مرنیکی خبر سنکر ہوئی ہیں دل کباب　　سب سی ہی بالی سکینہ کو زیادہ اضطراب
خاک پر بیٹھی ہوئی کہتی ہی با چشم پر آب　　صبح تک نہ نکلی یا الٰہی آفتاب
ہی گوارا تشنگی سی آج مرجانا مجھی
پر جدائی باپ کی یا رب نہ دکھلانا مجھی

دیکھو لشکر میں جو ہیں سب زندگی سی ہی سیر　　لی علم بردار سی تا فوج مرنے پر دلیر
آرزو ہی نیستان نیزہ میں ہر ایک شیر　　ہی طلوع صبح صادق کی فقط ہونے میں دیر
مستمند تیغ و خنجر ہی بدن ہر ایک کا
ہی لباس آراستہ شکل کفن ہر ایک کا

انکھو انکو باغ شہادت کے ہوی منظور سیر　　جلد صبح قتل ہو کہتی ہیں جای شب بخیر
انتظار مرگ میں ہر ایک کی حالت ہی غیر　　مژدہ خلد برین دیتی ہیں اونکو وحش و طیر

آرزو مین موت کی ہر ایک کفن بردوش ہے
ہر طرف گو الوداع آفرین کا جوش ہے

خود بخود مقتل کی جانب سبکی ہین پا ہل قدم ۶ آرہا ہی پاس سی مثل حباب آنکھون مین دم
وسعت آباد جہان ہر ایک کو ہی کنج غم جہاڑتی ہین حضرت عباس آنکھون سی علم
کہتی ہین سب شاد یارب ہی دل با یاس ہو
جب علم بردوش جنت کو روان عباس ہو

خیمہ اہل حرم مین ہی بپا شور نشور ۷ اشک حسرت کا ہر ایک کی چشم نم مین ہی تو فور
اوڑ گیا آنکھون سی خواب اور کم ہوا سی سرور دست بر سر زینب و کلثوم ہین شبکی حضور
گفتگو یاس ہی اور ذکر خوف و بیم ہے
سرور دین کی نصیحت صبر ہی تسلیم ہے

صبح کی آمد سی ہین اہل حرم اندوہ ناک ۸ صبح کی مانند کرتی ہین گریبان چاک چاک
عابد بیمار ہی گیسو پڑا بر روی خاک ایکطرف اصغر علی بی شیر ہوتا ہی ہلاک
کوی دمکا میہمان دنیا مین وہ مہ پارہ ہے
خواب غش مین پاس سی بی جنبش گہوارہ ہے

داغ حسرت کی دلونین رنگ جہریکا اوداس ۹ سامنی ہر چشم نم کی جلوہ گر تصویر یاس
ہوش ہر ایک کی پریشان اور پراگندہ حواس بارگاہ کبریای مین یہہ سبکی التماس
جانکا حافظ ہی تو اس فاطمہ کی جانکی
تہامی کشتی حرم کی موج مین طوفانکی

کر دیا اہل حرم کی بیقراری دیکہہ کر ۱۰ پنجہ خورشید نی ٹکڑی گریبان سحر
گرگئی اسود کی یکبار زمانہ سی سفر لشکر شبر مین ہی ایک قیامت جلوہ گر
فوج دشمن کی تجمل اسکو دکہلانی لگی

نعرہ

نعرۂ ہل من مبارز کی صدا آنی لگی

غلغلہ تا عرش پہنچا کانپ اوٹھی چودہ طبق ۔ رو دیا اہل حرم نے ہو گیا دل غم سے شق
بیخود ایسے ہوگئے شاہ ازبسکہ تھا جوش قلق ۔ خیمۂ اہل حرم تھا ایک مرقع کا ورق
عابد بیمار فرش خاک پر بیہوش تھا
شمع ساں جلتا تھا دل اور آنسوؤں کا جوش تھا

دشمناں دیکھی لشکر مین ہجوم بیقیاس ۔ یہاں بہتر تن سپاہ بادشاہ حق شناس
جنگ کا سامان بظاہر دلمین مطلق تھا نہ پاس ۔ کم سپاہی کا نہ غم جینے نہ مرنیکا ہراس
دلسے کہتا تھا کہ ہے جو کچھ کیا کر جائیے
گر خدا چاہے تو وعدہ پر وفا کر جائیے

صبر کا مشکل جہان تسلیم کی بیڈب ہے یہ راہ ۔ صبح روشن کا یہان آئینہ ہے شام و پگاہ
جانکا کچھ نہ اسمین دھیان نے سر پر نگاہ ۔ یہان گدای جنتی کی ہے دو جہانکا بادشاہ
خانمان برباد کر کر بادشاہی کیجیے
خاک مین ملجای جب کج کلاہی کیجیے

مرگ جب شہ کا جگا دلمین امام باکرم ۔ کہکے بسم اللہ بڑھایا راہ مولا مین قدم
حضرت عباس آئے دوش پر لیکر علم ۔ نوجوانان جناح و قلب کہتے تھے بہم
دیکھیے میدان مین ہمکو حکم جنگ ہے
دیکھیے اس قافلہ کا کون پیش آہنگ ہے

آتش کین ہوگئی اوس شب آفت مین بلند ۔ تیر محنت کا ہدف تھا سینۂ ہر ارجمند
تا زوال آخر ہوئی ہر ایک کی ٹکڑی بند بند ۔ خاک میدان شہادت کو کیا سب نے پسند
خار خار غم نکالا دلسے نوک تیر کی
کہولے عقدے آرزو کے ناخن شمشیر کی

ہوئے تغیر حالت حضرت عباس کے ۱۶ آگیا یکبار دلمین جوش شان حیدری
جسم اطہر پر لگے کرنے گرانی زندگی عرض کی یون سرور دین سے کہ ای ابن علی

گر اجازت ہو تو مین میدان کی تیاری کرون

فوج ہی باقی نہین کس کی علمداری کرون

میمنہ سے میسرہ تک ہو گیا لشکر تیار ۱۷ ہو گئے باسے کلی ندبوح تیغ آبدار
جانب ملک عدم راہی ہوی احباب و یار کام جان مین زندگی کی ہی حلاوت ناگوار

سایہ دنیا مین رہے تا حشر تجہ سردار کا

سر فدا کر اپنی قدمو نپر علم بردار کا

آج میری حق مین ہی ای بادشاہ نیک خو ۱۸ خاک میدان شہادت مایہ صد آبرو :
جانفشانی کا ہی دن ہی مرگ عین آرزو شاہ دین نے رو دیا بہائی کی سنکر گفتگو

آہ پہنچی لب تلک سینہ مین دم کہبرا گیا

دیدۂ پر نور کے آگے اندہیرا آگیا

کر گیا رم دلسی ہوش و طاقت و صبر و قرار ۱۹ سینہ وقف داغ حسرت ہو گیا خورشید دار
تار سے دامن کے گذرا اشک کا ہر تار تار آینہ دلکا ہوا اندوہ غم سی پر غبار

آگئے مضمون خاطر مین اسر پا کی

ہو گئے جب دیکہکر مونہہ کو علی عباس کے

منع کی : یکہی نہ جا کہہ : اجازت کا محل : ۲۰ دین اگر رخصت تو ہی : ہان گرم بازار اجل
ہون اگر مانع تو ہی امت کی بخشش مین خلل ساکنان عرش کہتی تہی کف افسوس مل

ہے عجب دل احمد مختار کی دلبند پر

بیکسے تو ٹی خدا کی شیر کی فرزند پر

جب علی عباس نے دیکہا کہ ای بوتراب ۲۱ عرض مطلب کا میری ہرگز نہین دیتا جواب

: ہرجا

پھر چلی ایوس سوی خیمہ عصمت قباب ناگہان بالی سکینہ خشک لب سینہ کباب

لگ گئی چہاتی سی آکر حضرت عباس کی

با دو چشم نم لگی کرنی شکایت پیاس کی

حضرت عباس خیمہ سے چلی اس شان سے ۲۲ بانی کی لانیکا وعدہ کرکے اوس نادان سے

سر مین تہا شور شہادت سیر دل تہا جان سے باج خواہان مشک کا قطرہ تہا طوفان سے

ایک کاندہی پر علم تہا ایکطرف کو مشک تہی

پیاس سی تہی خشک لب انکہون مین موج اشک تہی

یون زبان عرض کہولی کای شہ بندہ نواز ۲۳ روبروی شبر کی اکر بعد عجز و نیاز

مشک دیکر شاہزادی نی کیا ہی سرفراز آپنی دیکر علم بخشا تہا مجہکو امتیاز

زندگی کا پاس ہی مجہکو نہ سر دینا ہی

لاکہہ جان ان رتبون کی شکرانہ مین قربان ہی

مونہہ نہ پھیریگا شہادت کاہ سی اب بنہار ۲۴ شاہ نے دیکہا کہ یہ والا مراتب نامدار

بہر کی ٹھنڈی سانس بولی جو رضا ہی کر دکار خنجر غم سے ہوا مجروح سینہ دلفگار

قطرہ زن عباس جب دم جانب میدان ہوی

سایہ سان ہمراہ شہ با دیدہ گریان ہوی

کی شجاعت یہ کہ روشن کر دیا حیدر کا نام ۲۵ جار سو عباس کی تہا دشمنون کا ازدہام

جانب دریا پہری جبوقت گہوڑی کی لگام دست و بازو نی لیا تلوار سی بجلی کا کام

ہر طرف سی نیزہ تہا ہر سمت سی تلوار تہی

شام کا امڈا اتہا بادل تیر کی بوچہار تہی

سیل آب تیغ سی یکبار الٹ دی فوج کی صف ۲۶ لطمہ بحر شجاعت نی کیا مونہہ جسطرف

تا بدریا مشک پہنچی اور پانی تا بکف کشتہ ان معرکہ کی سر کی یک تلف

اہلبیت پاک کے جو تشنگی یاد آ گئے
گر گیا ہاتھوں سے پانی دل میں حسرت چھا گئے

لذت لب تشنگی کو سمجھا دل آب حیات ۲۷ چشمۂ آئینہ ہمت سمجھی دریای فرات
مشک کو لبریز کر پانی سے وہ والا صفات خیمہ کے جانب چلا کہتا ہوا دل سے یہ بات
پانی گر خیمہ تلک لیجائی میدان سے
سرخروی ہو عجب حاصل سکینہ جان سے

شور دار و گیر تھا ہر سمت مثل رستخیز ۲۸ جوش زن تھا تا بگردون موج آب تیغ تیز
دوست دشمن حال پر تھا عباس کی تھی اشک ریز نالہای گرم سے موج ہوا تھی گرم بیز
دیکھکر عباس کو اوس جوشش دار و گیر مین
خون بہرا آتا تھا جسم جوہر شمشیر مین

آب کی خاطر غرض وہ گوہر بحر وفا ۲۹ مثل جوہر آب مین آہن کی کرتا تھا شنا
تیغ کین نے ناگہان تن سے کیا بازو جدا دوسرے ہاتھ نے لیا اوپر مشک لے اوسی اوٹھا
ہاتھ تھا مصروف مشک اور اشکنہ طوفان خیز تھے
پاؤن سے اسپ سبک رفتار کو مہمیز تھے

کر دیا جب دشمنون نے دوسرا بازو قلم ۳۰ ہاتھ ملتی تھی قضا او رہی قدر کے چشم نم
تھا مگر دانتون مین تسمہ مشک کا با درد و غم کر کے مونہہ سوی نجف کہتا تھا وہ ابر کرم
وقت مشکل ہی یہ اب مشکل کشای کیجیے
آبرو یا ساقی کوثر میری رکھ لیجیے

لکہ چارون سمت سے پڑنے لگی تیر ستم ۳۱ مشک کے سینہ مین لگ کر تیر گیا ناسور غم
دل مین تھا یاد دل الفسردۂ اہل حرم سینہ مین آتش نہان تھی جسم نم مین جوش یم
بہہ گیا پانی کیا دل خون ہجوم یاس نے

زنہگی

زندگی سے ہاتھ دہوئی حضرت عباس لی

آرزوی دیدۂ ابنی جب نہ دیکہا دست رس ٢٢ بندہ کی ایکبار سینہ مین ہوای مرگ بس
تہا جگر اور داغ غم مین ارتباط برق و خس تیغ عین آرزو تہی مرگ تہی عین ہوس
موج دود آہ نی باندہا تتق افلاک پر
لبنت سی زین کی او تر شہا لبا خاک پر

خاک پر وہ آفتاب دین ہوا جب جلوہ گر ٢٣ نیزی پر نیزی لگی تلوار تہی تلوار پر
عاشق معبود نی خم کر دیا سجدہ مین سر کر گیا روح مبارک جسم اطہر سی سفر
روح جنت مین سرور اندوز محنتگاہ تہی
تخت شاہی جسم کو خاک شہادتگاہ تہی

آہ و زاری کیا کرون آگیا نہ دین کی بیان ٢٤ رو تی تہی احوال پر شبیر کی کر وہ بیان
عرش سی یا فرش تک ہی محشر شور و فغان یہ دعا عیشی کی ہی ای خالق کون و مکان
بخش دینا جرم میری روز داورگیر کی
واسطی عباس کی اور واسطی شبیر کی

قطعه

گرچه عیشی زمانه هی نافهم | شاعری کیجی تو اپنی بهول نخواه
هو نه رنجیده شعر کهی تیری سی | گر نه ابله هو لطف سی آگاه
گر نه بیند بروز شپره چشم | چشمهٔ آفتاب را چه گناه